عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

دینی مدارس
اہمیت وافادیت

جلد: ۴۴ | ۲۲تا۳۰رجب المرجب ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳تا۳۱جنوری ۲۰۲۵ء | شمارہ: ۴

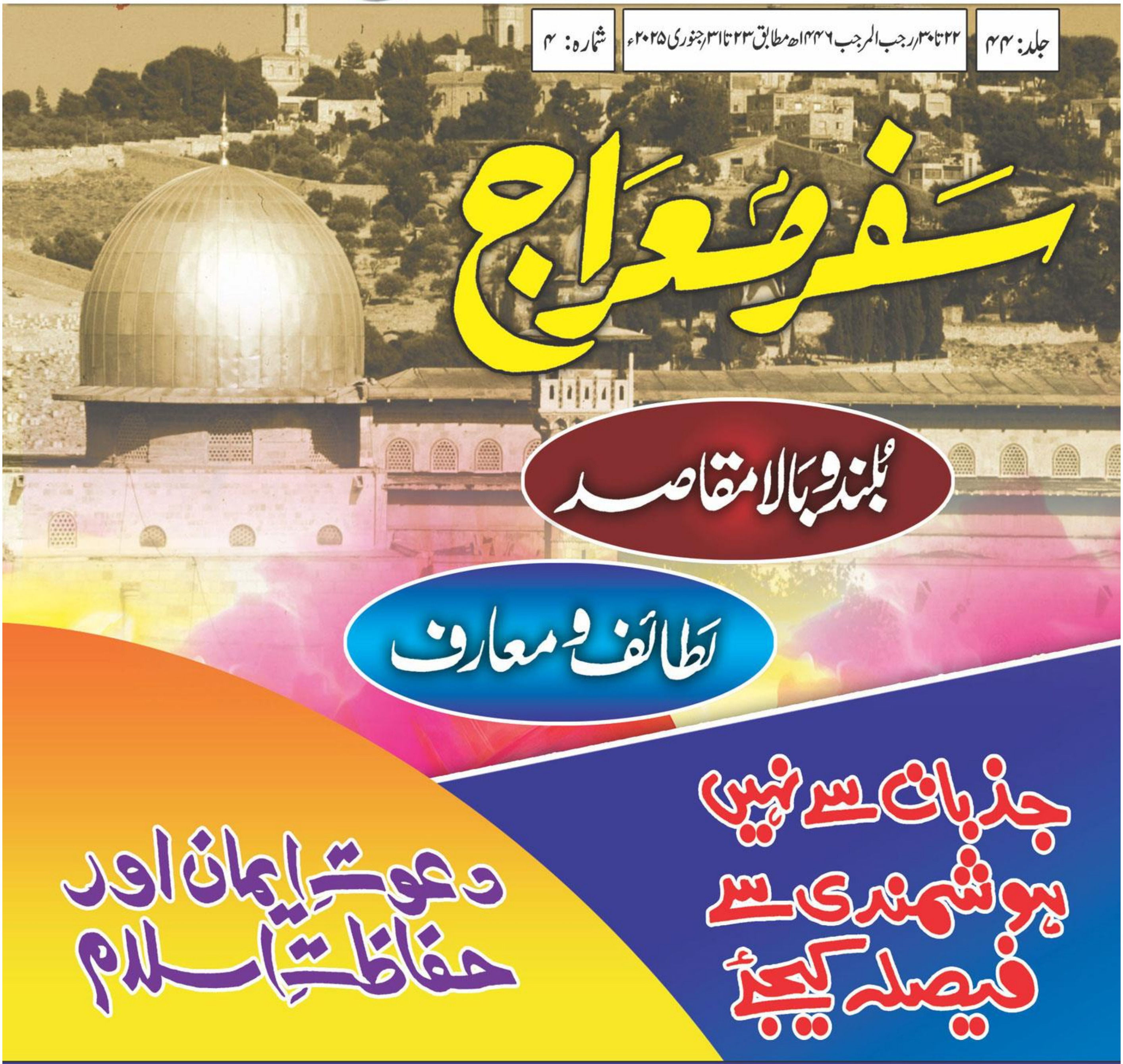

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

نومولود کے کان میں اذان اور اقامت کہنا

س:..... میں نے کسی سے سنا ہے کہ بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کے کان میں اذان اور اقامت کہنا کہیں سے ثابت نہیں، اور نہ ہی اس کی کوئی روایت ملتی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور نہ کسی صحابی سے۔ میں یہ بات سن کر بہت حیران ہوا! کیا یہ درست ہے؟

ج:..... نوزائیدہ بچہ کے کان میں اذان دینا صحیح حدیث سے ثابت ہے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہا کے یہاں اُن کی پیدائش ہوئی۔ اس روایت کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور امام ترمذیؒ فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن اور صحیح ہے، اور اس پر عمل کیا جاتا ہے۔

”وعن أبی رافع قال: رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أذّن فی اذُن حسن بن علی (رضی اللہ عنهما) حین ولدته فاطمة (رضی اللہ عنها) بالصلوۃ۔ رواہ الترمذی و أبو داؤد وقال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح۔“

(مشکوٰۃ، ص:۳۶۳، باب العقیقہ، الفصل الثانی)

جبکہ اس کے علاوہ دیگر مرفوع احادیث سے (اگرچہ وہ سنداً ضعیف ہیں) بائیں کان میں اقامت کہنا بھی ثابت ہے۔ اس لئے علمائے کرام فرماتے ہیں کہ بچہ کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا سنت اور مستحب ہے، چنانچہ ملا علی القاریؒ فرماتے ہیں کہ علامہ ابن حجرؒ نے کہا کہ نماز کے علاوہ اذان کہنا سنت ہے، جیسے نومولود کے دائیں کان میں اذان کہنا اور بائیں کان میں اقامت کہنا:

”قال ملا علی القاری وقال ابن حجر.... الأذان الذی یسنّ لغیر الصلاۃ کان فی أذُن المولود الیمنی و الاقامۃ فی الیسریٰ۔“ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ، ص:۱۴۱۴، ض:۱)

ایضاً:

”یستحب للوالد أن یؤذّن فی أذُن المولود الیمنی، وتقام الصلاۃ فی الیسریٰ حین یولد، لماروی ابو رافع رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أذّن فی أذُن الحسن حین ولدته فاطمۃ، ولخبر ابن السنی عن الحسن بن علی مرفوعاً: ”من ولد له مولود فأذّن فی أذُنه الیمنیٰ وأقام فی الیسریٰ، لم تضره أم الصبیان۔“ ای التابعۃ من الجن۔ وعن ابن عباس رضی اللہ عنہ: أنّ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أذّن فی أذُن حسن بن علی یوم ولد وأقام فی أذُنه الیسریٰ، وفی حاشیۃ: رواہ والحدیث الذی قبله البیهقی لکن قال فی اسنادهما ضعف، لکن حدیث الأذان فقط صحیح کما بینا۔“

(الفقہ الاسلامی وادلتہ، ص:۶۴۰، ج:۳)

واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، مولانا سائیں عبدالمجیب قریشی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۴ ۲۲ تا ۲۸ رجب المرجب ۱۴۴۶ھ مطابق ۲۳ تا ۲۹ جنوری ۲۰۲۵ء شمارہ: ۴

اس شمارے میں!

دعوتِ ایمان اور حفاظتِ اسلام	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
سفرِ معراج... مقاصد اور معارف	۹	مولانا حفیظ الرحمٰن اعظمی
جذبات سے نہیں ہوشمندی سے فیصلہ کیجئے	۱۵	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
دینی مدارس: اہمیت وافادیت	۱۸	مولانا سرفراز احمد قاسمی
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مبلغین ختم نبوت کا سہ ماہی اجلاس	۲۶	- - - - -

سرپرست
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا اللہ وسایا

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر
محمد انور رانا

تزئین وآرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بنیاد
امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۶۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِنبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۱۱۰ فصل:....۳ہجری کے سرایا

۵۶:.....اسی سال غزوۂ اُحد سے قبل کفارِ مکہ کا ''دارالندوۃ'' میں اجتماع ہوا، اور جنگِ اُحد کے لئے نکلنے کی قرارداد بالاتفاق منظور کی، اور جنگ کی تیاری کے لئے بہت بڑی مقدار میں مال جمع کیا، ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد نازل ہوا: ''اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَسَيُنْفِقُوْنَهَا ثُمَّ تَكُوْنُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُوْنَ۔''(الانفال:۳۶)

ترجمہ:.... ''بلاشک یہ کافر لوگ اپنے مالوں کو اس لئے خرچ کررہے ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکیں، سو یہ لوگ تو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہی رہیں گے، (مگر) پھر وہ مال ان کے حق میں باعثِ حسرت ہوجائیں گے پھر آخر مغلوب ہی ہوجائیں گے۔''(بیان القرآن)

۵۷:....اسی سال غزوۂ اُحد میں حضرت حذیفہؓ کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے، گھمسان کی جنگ ہوئی تو مسلمانوں نے ان کو غلطی سے کافروں کے لشکر کا آدمی سمجھا اور ان پر ٹوٹ پڑے، حضرت حذیفہؓ کہتے رہ گئے کہ: ''میرے والد ہیں، میرے والد ہیں'' مگر اتنے تک یہ جامِ شہادت نوش کرچکے تھے، جب حضرت حذیفہؓ نے دیکھا کہ ان کے والد قتل کردیئے گئے تو جن کے ہاتھ سے نادانستہ قتل ہوا، ان سے صرف اتنا فرمایا:

''يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ۔''

ترجمہ:.... ''اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، اور وہ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔'' پھر ان کی تجہیز وتکفین میں مشغول ہوگئے۔

۵۸:.... شہدائے اُحد کی نمازِ جنازہ:....اسی سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کی نمازِ جنازہ پڑھی، بعد ازاں باقی شہدائے اُحد کی، ایک ایک شہید کا جنازہ حضرت حمزہؓ کے پہلو میں لاکر رکھا جاتا اور اس پر نمازِ جنازہ پڑھی جاتی، یہاں تک کہ حضرت حمزہؓ کی نمازِ جنازہ ستر مرتبہ ہوئی، یہ مطلب نہیں کہ حضرت حمزہؓ کی نمازِ جنازہ ستر بار مکرر ہوئی، بلکہ یہ مطلب ہے کہ ہر شہید کی الگ نمازِ جنازہ ہوئی، اور ہر شہید کے ساتھ حضرت حمزہؓ کا جنازہ بھی ہوتا تھا، یوں گویا حضرت حمزہؓ پر ستر بار نمازِ جنازہ ہوئی۔ حنفیہ نے اسی روایت کی بنا پر کہا کہ شہید کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے۔
اور ایک قول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدائے اُحد کی نماز نہیں پڑھی تھی، اس روایت کو لے کر شافعیہ نے کہا ہے کہ شہید کی نمازِ جنازہ نہیں۔

۵۹:....اسی سال غزوۂ اُحد میں حضرت ابوسعید خدریؓ کے والد ماجد حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ بھی شہید ہوئے تھے، انہیں جنت البقیع میں دفن کرنے کی غرض سے میدانِ جنگ سے اُٹھا کر لایا گیا، مگر جب لوگ ان کا جنازہ لے کر مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو انہیں خبر ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ ہر مقتول کو وہیں دفن کیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منتقل کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ چنانچہ جس جگہ یہ خبر پہنچی وہیں انہیں دفن کردیا گیا۔ اور آج کل (یعنی مصنفؒ کے زمانے میں) ان کی قبر پر قبہ ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے اور اس سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے، بحمداللہ ہم نے بھی ۱۱۳۶ھ میں اس کی زیارت کی۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

دعوتِ ایمان اور حفاظتِ اسلام!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

گزشتہ ماہ دسمبر ۲۰۲۴ء میں تقریباً ایک ہفتے کے لگ بھگ کراچی کے مختلف اضلاع اور ٹاؤنز میں حضرت مولانا قاضی احسان احمد حفظہ اللہ اور ان کی ٹیم کی جدوجہد اور کوششوں سے تحفظ ختم نبوت کانفرنسیں منعقد کی گئیں، ان میں ایک کانفرنس لانڈھی بابر مارکیٹ کے نزدیک مولانا عبدالوہاب پشاوری اور ان کے احباب کے تعاون سے منعقد کی گئی، جس میں اہل علاقہ کے علماء کرام اور عوام الناس کے جم غفیر نے شرکت کی۔ راقم الحروف کو اس کانفرنس میں شرکت کی سعادت اور بیان کا موقع ملا۔ افادۂ عام کی غرض سے وہ بیان بطور اداریہ ہفت روزہ ختم نبوت کے قارئین کے لیے ہدیہ کیا جا رہا ہے۔

’’محترم بزرگو، بھائیو اور دوستو! آج دنیا میں ہر طرف فتنوں کا سیلاب ہے، حتّٰی کہ عصری تعلیمی درس گاہیں؛ جن سے نئی نسل کو ایک دینی سوچ اور ملّی نظریہ یا کاز ملنا چاہیے تھا، اپنی تہذیب کی حفاظت کا درس اور اپنی تہذیب کی شناخت کا سبق ملنا چاہئے تھا، آج ایسی تمام چیزوں کو ہماری عصری تعلیم گاہوں سے دھکیل اور کھرچ کھرچ کر باہر نکال اور صاف کر دیا گیا ہے۔ آپ کسی کالج اور یونیورسٹی پر یہ اعتماد نہیں کر سکتے کہ وہاں سے ہمارے نونہالوں کو اسلامی ذہن، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وفاداری اور قرآن کریم کی عظمت کا درس، اور پاکستان سے محبت کا سبق ملے گا۔ آج اگرچہ اَور اطراف سے بھی فتنے آرہے ہیں، لیکن ان فتنوں کو سب سے زیادہ پروموٹ ہماری اِن عصری تعلیم گاہوں سے کیا جا رہا ہے۔ یہ میرا دردِ دل اور آپ کو دعوت فکر ہے کہ آپ اپنی نوجوان نسل کے لئے ہوشیار ہو جائیں اور غفلت کا پردہ دور کریں۔ آج دین کے لئے کوئی نظریہ اور کوئی سوچ ان عصری تعلیم گاہوں سے نہیں مل رہی، دیگر غیر اسلامی سوچیں اور نظریئے ان عصری تعلیم گاہوں سے بانٹے جا رہے ہیں، اور وہاں سب سے زیادہ عزت کی نگاہ سے اسے دیکھا جاتا ہے جو دین کے خلاف کوئی نہ کوئی بات طلبہ کے ذہن میں ڈال دے اور اس چیز کو اپنا ماٹو بنا لے تو ایسے شخص کے لئے کہتے ہیں کہ یہ بڑا تحقیقی آدمی ہے اور بڑا صاحبِ مطالعہ ہے۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ!

دوسری بات یہ کہ سادہ لوح عوام میں جہاں سے یہ فتنے داخل کئے جاتے ہیں، وہ ہے عوام کا علماء کرام سے اعتماد ختم کرنا۔ یہی انداز قادیانیوں نے اختیار کیا ہوا ہے کہ علماء کرام کے خلاف بات کرو! کیوں کہ جب علماء کرام پر اعتماد نہیں رہے گا تو ہم جو بات کریں گے، وہ بات عوام میں پذیرائی پائے گی۔ اگر علماء کرام کے ساتھ ان کا رابطہ رہا تو یہ اپنی اصلاح کراتے رہیں گے، علماء کرام سے پوچھتے رہیں گے اور علماء کرام ان کو صحیح بات بتاتے رہیں گے، تو ہمارا داؤ نہیں چل سکے گا۔ یہ قادیانیوں ہی کا پروموٹ کیا ہوا فتنہ ہے کہ عوام کو سب سے پہلے علماء کرام سے دور کیا جائے۔ انداز یہ ہوتا ہے کہ قادیانی کوئی این جی اوز بنائیں گے، لوگوں میں بیٹھ کر میٹھی میٹھی باتیں کریں گے، حالاتِ حاضرہ پر بات کریں گے، چائے پلائیں گے، آپ کے دکھ درد بانٹیں گے، جب یہ قادیانی لوگ سمجھتے ہیں کہ اب ہم اگلی بات کریں گے تو ہماری بات قبول کی جائے گی تو پھر اگلا پتّا وہ پھینکتے ہیں کہ دیکھو! مسلمان ہر جگہ پس رہا ہے، فلسطین میں مسلمان ذبح ہو رہا ہے، کشمیر میں مسلمان پریشان ہے، پاکستان میں مسلمانوں کو دیکھو! ہر طرف پریشانی اور بے سکونی میں ہیں۔

قادیانیوں کا یہ پراپیگنڈا تو اب دَم توڑ چکا ہے کہ مولوی آپس میں لڑتے ہیں اور فرقہ واریت پھیلاتے ہیں۔ الحمد للہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا پلیٹ فارم پوری امت مسلمہ کے لئے ایک اعزاز سے کم نہیں کہ جب ہم اس چھتری کے نیچے جمع ہوتے ہیں تو فرقہ واریت ختم ہو جاتی ہے، سب یکجان ہو جاتے ہیں، اور

اس کی مثالیں آپ کے سامنے ہیں۔ تو ان کا اگلا پتا یہ ہوتا ہے کہ: ''مسلمان ہر جگہ پریشان ہے، یہ کیوں ہو رہا ہے؟ اس لیے کہ مولوی اکٹھے نہیں ہوتے۔'' پھر ان کا اگلا داؤ یہ ہوتا ہے کہ: ''مولوی ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔'' اور اس کے بعد جب وہ دیکھتے ہیں کہ اب ہماری بات مانی جارہی ہے تو پھر وہ اصل مقصد ظاہر کرتے ہیں کہ: ''دیکھو! یہ احمدی ہیں، کلمہ ہماری طرح پڑھتے ہیں، قرآن ہمارا پڑھتے ہیں اور عبادت ہماری طرح کرتے ہیں پھر بھی مولوی لوگ ان کو کافر کہتے ہیں۔'' یہ سبق قادیانیوں نے ان کو پڑھایا ہوا ہے اور اس بات کو یہ لوگوں میں پھیلاتے ہیں۔ عام آدمی سمجھتا ہے کہ جیسے مولویوں کی اِن قادیانیوں کے ساتھ کوئی ذاتی پُرخاش اور دشمنی ہے (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) جس کی وجہ سے مولویوں نے یہ ایک مسئلہ اٹھایا ہوا ہے، ورنہ حقیقت میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کسی دفتر، کسی ہوٹل یا کسی بھی جگہ چار آدمیوں میں بیٹھیں تو سب آپس میں یہی باتیں کریں گے، لیکن جب کسی عالم دین کی طرف رجوع کی بات کی جائے گی تو اس پر کہیں گے کہ ہمیں کسی عالم دین سے دین کی بات معلوم کرنے کی ضرورت نہیں، یہ عالم کی طرف رجوع کی بات نہیں کرو۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے سردار، امام الانبیاء اور خاتم النبیین ہیں، آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ'' (علماء انبیاء کے وارث ہیں)۔ آج یہ جتنے علماء کرام یہاں کانفرنس میں تشریف لائے ہوئے ہیں، کیا کسی نے اپنے بیان میں اپنی ذاتی بات کی ہے؟ اگر کسی نے اپنی ذاتی بات کی ہو تو ہمیں بتائیں! یہ صرف یہ کر رہے ہیں کہ اللہ کے نبی جو وراثتِ نبوی انہیں دے گئے ہیں؛ جیسے لوگوں کو عقیدۂ توحید بتانا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ بتانا، قرآن کریم کی عظمت وصداقت کا بتانا اور آنے والے جتنے فتنے ہیں، ان فتنوں کا مقابلہ کرنا، یہ اس ذمہ داری کو پورا کر رہے ہیں۔ آپ سب خود جانتے ہیں کہ فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے کوئی پروفیسر، کوئی انجینئر اور کوئی ڈاکٹر کھڑا نہیں ہوتا، آج بھی اگر آپ کے اور آپ کے بچوں کے ایمان کی حفاظت اور چوکیداری کے لئے کوئی کھڑا ہوتا ہے تو وہ عالم دین ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری زمانہ حیات میں فتنوں نے سر اٹھانا شروع کیا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف یہ کہ ان فتنوں کا مقابلہ کیا، بلکہ اپنی امت کی ایک جماعت کے بارہ میں فرمایا: ''إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي آخِرِ هَذِهِ الْأُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ أَجْرِ أَوَّلِهِمْ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقَاتِلُونَ أَهْلَ الْفِتَنِ۔ '' رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي ''دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ'' (مشکاۃ المصابیح، کتاب المناقب، باب ثواب ھذہ الامۃ، الفصل الثالث) ترجمہ: ''اس امت کے آخر میں کچھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے لیے ان کے پہلے لوگوں کا سا اجر ہوگا، وہ نیکی کا حکم کریں گے، برائی سے منع کریں گے اور وہ فتنے والوں سے مقابلہ کریں گے۔'' امام بیہقی نے اس حدیث کو ''دلائل النبوۃ'' میں روایت کیا ہے۔''

نماز پڑھو، روزہ رکھو، زکوٰۃ دو، حج کرو، حلال کو حلال جانو، حرام کو حرام جانو، جائز کو جائز سمجھو، ناجائز کو ناجائز سمجھو! یہ امر بالمعروف ہے۔ قتل نہیں کرو، زنا نہیں کرو، گالم گلوچ نہیں کرو، کسی کا مال نہ لو، یہ ساری باتیں نہی عن المنکر میں آتی ہیں اور تیسرا کام ہے: اہل فتن کا مقابلہ کرنا۔

ہماری جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دو کام ہیں: ایک ہے لوگوں کو ایمان کی دعوت دینا اور دوسرا ہے ایمان کی حفاظت کرنا۔ ہم قادیانیوں کو ایمان کی دعوت دیتے ہیں کہ دیکھو! قرآن آپ پر لعنت کر رہا ہے، اللہ تعالیٰ آپ پر لعنت کرتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر لعنت کی ہے، آپ ان لعنتوں سے بچیں۔ قرآن کہہ رہا ہے: ''اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا'' (الاحزاب:۵۷) ''جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو ان کو پھٹکارا اللہ نے دنیا میں اور آخرت میں۔'' (ترجمہ شیخ الہندؒ) آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، آپ پر وحی کامل اور مکمل ہوگئی۔ قرآن کریم کی ۱۰۰ آیات اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۲۱۰ احادیث اس بات کی گواہی دے رہی ہیں۔ قادیانیو! تم نے قرآن کی مخالفت کر کے اللہ کو ایذاء دی ہے، تم نے حدیث کی مخالفت کر کے اللہ کے رسول کو ایذا دی ہے، اللہ تم پر لعنت بھیج رہا ہے۔ اس لعنت سے بچو، دنیا میں بھی لعنت سے بچو، آخرت میں بھی لعنت سے بچو۔ کلمہ پڑھ لو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ گے تو ہم سے اچھے مسلمان ہو گے۔ کیوں کہ آپ کا ایمان نیا اور تازہ ہوگا، اور اگر کلمہ پڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہوتے ہی موت آگئی تو آپ سیدھے جنت میں جائیں گے۔ ہم تو پرانے

مسلمان ہیں، پتا نہیں! ہم نے کتنے گناہ کئے ہیں، ہم نے اللہ کی کتنی نافرمانیاں کی ہیں، ہم اللہ سے توبہ کے خواہاں ہیں۔ ہم تمہیں دعوت ایمان دیتے ہیں، ہم تمہیں سمجھانے کے لئے تیار ہیں، تمہارے اشکالات ختم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ آجاؤ! اللہ کی لعنت سے بچ جاؤ اور جہنم سے بچ جاؤ۔ آج ہم اتمامِ حجت کررہے ہیں، کل تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں کسی نے سمجھایا اور بتایا نہیں تھا۔ ہمارا دفتر موجود ہے، آپ آجایئے! آپ کے جو اشکالات ہیں، سامنے رکھئے، ان شاء اللہ! ایک ایک اشکال کا تسلی بخش جواب دیا جائے گا اور الحمدللہ! ہماری جماعت کے مبلغین کی محنت سے آئے دن قادیانی کلمہ پڑھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن سے وابستہ ہورہے ہیں۔ یہ اس جماعت کی دعوت ہے: کہ مسلمان جہاں ہے، جس مسلک کا ہے، جس جماعت کا ہے؛ ہم انہیں سمجھاتے ہیں کہ قادیانی فتنہ پرور اور ایمان کے ڈاکو ہیں۔ ان سے اپنے ایمان کو بچاؤ اور ان سے اپنے ایمان کی حفاظت کرو!

اللہ تعالیٰ نے ایک بات دل میں ڈالی ہے، وہ کہہ دیتا ہوں، وہ یہ کہ کلمہ طیبہ ”لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ“ ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا انعام ہے! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے یہ کلمہ پڑھا ہے، وہ بالآخر جنت میں جائے گا۔“ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے مراد ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے، مدینہ منورہ ہجرت کی، آج روضۂ اقدس میں آرام فرمارہے ہیں۔ ہم اس نبی کا کلمہ پڑھتے ہیں۔ آدھا کام اِدھر بن گیا ہے، اور ان شاء اللہ! اس کلمہ کی برکت سے جنت میں جائیں گے۔ باقی یہ جو زندگی ہے، اس میں ہمیشہ اللہ اور اللہ کے نبی کا حکم سامنے رکھیں تو یہ دنیا بھی ہمارے لئے جنت بن جائے گی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ”یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُولِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ إِنَّ اللّٰهَ سَمِیعٌ عَلِیمٌ“ (الحجرات:۱) ترجمہ: ”اے ایمان والو! آگے نہ بڑھو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ڈرتے رہو اللہ سے، اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔“ (ترجمہ شیخ الہندؒ) یہ عزم کرلو کہ جہاں کوئی کام کرنا ہو تو پہلے دیکھو کہ میرے اللہ کا کیا حکم ہے اور میرے نبی نے کیا تعلیم دی ہے۔ اس پر عمل کرتے جاؤ، تمہارا ہر عمل جنت نظیر بن جائے گا۔ آپ کی شادی میں آپ کو خوشیاں ملیں گی، آپ کی پریشانی میں آپ کو تسلی ملے گی، ہر ہر معاملے میں اللہ کا حکم اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سامنے رکھیں تو ان شاء اللہ! یہ زندگی بھی خوشگوار اور پُرسکون بن جائے گی۔

ہماری جماعت کا دوسرا کام ہے: ”ایمان کی حفاظت“ کہ مسلمانو! اپنے ایمان کی حفاظت کرو، اپنے ایمان کو بچاؤ۔ اس ایمان سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، اگر یہ یہاں ڈانواں ڈول ہوگیا تو سنو! قرآن کہتا ہے: ”إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِینَ آمَنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوا“ (الحجرات:۱۵) ”ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر شبہ نہ لائے۔“ (ترجمہ شیخ الہندؒ) ایمان میں اگر شک آگیا تو آدمی ایمان سے باہر چلا جاتا ہے۔ ایمان پتھر کی چٹان کی طرح مضبوط ہونا چاہئے، ایمان میں ذرا بھی شک آجائے تو سب کچھ چلا جاتا ہے۔ اور یقین کیسا محکم ہونا چاہئے! ابھی (مولانا احسان اللہ) ٹکروی صاحب مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کیا ایسے بھی نوجوان ہوتے ہیں جو لڑکی کی وجہ سے کہیں کہ ہم ایمان چھوڑتے ہیں؟ میرے بھائیو! ایسے واقعات ہوئے ہیں۔ ڈیفنس کے رہائشی چار بھائیوں کی اکلوتی بہن کا سفید ریش باپ روتا ہوا ہمارے دفتر میں آیا کہ کچھ کریں! میری بیٹی قادیانیوں کے ہتھے چڑھ گئی ہے، وہ کہتی ہے کہ میں تمہیں چھوڑ سکتی ہوں، لیکن اس قادیانی کو نہیں چھوڑ سکتی۔ اس باپ کا دل کیا کہہ رہا ہوگا! اور وہ لڑکی ایسی مدہوش کہ کسی کی کوئی بات اور کوئی دلیل سننے کے لئے تیار نہیں۔ ایسے لوگ مسلمان بچوں اور بچیوں کو اس حالت تک پہنچادیتے ہیں۔

قادیانی اپنی نسل کو کہتے ہیں کہ یہ (مرزا قادیانی کی کتابیں) نہیں پڑھو، حالانکہ مرزا کہہ گیا ہے کہ ہر قادیانی کو میری کتابیں کم از کم تین دفعہ پڑھنی چاہئیں۔ آج ان کا قادیانی مربی کہتا ہے کہ مت پڑھو! وجہ یہ ہے کہ نوجوان نسل جب مرزا کی تحریرات پڑھتی ہے تو خود ان پر لعنت بھیجتی ہے اور قادیانیت چھوڑ کر مسلمان ہوجاتی ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ قادیانیو! اگر تم مرزا اور اس کے بچوں کی کتابیں پڑھ لو تو تم خود قادیانیت پر لعنت بھیجو گے اور اپنی زبانی کہو گے کہ یہ کوئی مذہب نہیں ہے، یہ گندہی گندہے۔ یہ قادیانی ہر اس آدمی کو اپنی لپیٹ میں لیتے ہیں جسے منصب اور مال کے اعتبار سے ذی وجاہت سمجھتے ہیں۔ یہ ایک افسر کے پیچھے لگ گئے، اس نے کہا کہ میں اپنا مذہب اسلام نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مت چھوڑو! اور کہا کہ ہم کچھ نہیں کہتے، تم خود استخارہ کرو۔ حالانکہ ایمان میں استخارہ نہیں ہوتا! اب جب کہ وہ

اس کے لئے تیار ہوگیا تورات کواس نے خواب میں مرزا قادیانی اوراس کے حواریوں کو دیکھا۔صبح اٹھ کر کہتا ہے کہ میں نے اللہ سے مشورہ کیا ہے اور مجھے مرزا نظر آیا ہے،فلاں نظر آیا ہے،اس لئے میں اس مذہب کوحق سمجھتا ہوں۔نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ!اب یہ پہلے ایک مولوی کے گلے پڑ گیا،پھر دوسرے کے،تیسرے کے،چوتھے کے۔ہمارے عام علماء کو بھی یہ مسئلہ سمجھنا چاہئے کہ قادیانیت ہے کیا!بھائی،جب بھی فرصت ملے توکم ازکم ایک دو صفحے پڑھ لیا کرو۔ہمارے اکابر نے تردید قادیانیت میں بہت سارا ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔اسے پڑھا کروتا کہ پتا چلے کہ قادیانیت کیا ہے؟اب وہ جس عالم کے پاس جاتا،اسے تسلی نہ ہوتی کہ میں نے تو اللہ سے مشورہ کیا ہے،کسی مربی کی بات تھوڑی مانی ہے اور اللہ سے اچھا مشورہ کون دے سکتا ہے؟

چناب نگر میں ہماری سالانہ ختم نبوت کانفرنس ہورہی تھی،ہمارے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ وہاں تشریف لے گئے،اس شخص نے سن رکھا تھا کہ یہ بڑے عالم ہیں،تو ان کے پاس چلا گیا۔اس نے حضرتؒ سے بات شروع کی،حضرتؒ کا دھیما مزاج تھا،اس کی پوری بات سن کر فرمایا:برخوردار!جیسے ہی آپ استخارہ کے لئے تیار ہوئے،آپ کا ایمان اسی وقت رخصت ہوگیا۔اگلی ساری کارروائی کفر میں ہوئی ہے۔

بھائی!ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں،اب اگر کوئی کہے کہ اس پر استخارہ کرلو تو یاد رکھنا چاہئے کہ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ ایک جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرے اور کوئی آدمی کہے کہ میں اپنی تسلی کے لئے اس سے دلیل مانگ کر دیکھتا ہوں،تو وہ بھی کافر ہوجاتا ہے۔گویا کہ اس کے دل میں آگیا کہ اگر اس نے دلیل دے دی تو میں اس کی بات مان لوں گا۔ایمان میں شک آگیا،اس کی وجہ سے یہ کافر ہوگیا۔تو حضرتؒ نے فرمایا کہ جب اگلی کارروائی کفر میں ہوئی ہے تو کفر کی حالت میں استخارے میں کافر ہی نظر آئے گا،حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی نظر آئیں گے!یہ بات اس کے دل کو لگی اور اس نے دوبارہ کلمہ پڑھا کہ آپ نے مجھے جہنم سے بچالیا،ورنہ میں انجانے میں کفر کی حالت میں مر جاتا۔ (باقی صفحہ 14 پر)

میرے بھائیو!ایمان میں کبھی استخارہ نہیں ہوتا،ایمان کے بارہ میں کبھی دلیل نہیں مانگی جاتی اور ایمان میں پختگی کیا ہوتی ہے؟خان آف قلات (احمد یار خانؒ) گزرا ہے۔بلوچستان کی چار ریاستیں پہلے آزاد ریاستیں تھیں،خان آف قلات کے پاس تھیں۔پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی جسے انگریز نے مسلم لیگ میں شامل کروایا اور پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنوایا،وہ خان کے پاس آیا اور اپنی قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی تو خان آف قلات نے ظفر اللہ قادیانی کو کہا کہ:’’سن!اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ سے اٹھ کر تشریف لائیں اور مجھے حکم فرمائیں کہ ظفر اللہ کی بات سن لو اور مرزے کو نبی مان لو،تو میں اپنے نبی کی یہ بات نہیں مانوں گا،بلکہ سمجھوں گا کہ میرے نبی میرا امتحان لے رہے ہیں کہ آیا!میری ختم نبوت پر اس کا ایمان اور عقیدہ پختہ ہے یا نہیں۔‘‘ ظفر اللہ یہ جواب سن کر اور منہ بنا کر چلا گیا۔میرے بھائیو!ہم سب کا ایمان اس طرح پختہ اور مضبوط ہونا چاہئے۔

سورج روزانہ مشرق سے نکلتا ہے،اگر کوئی شعبدہ باز ہمیں مغرب سے سورج نکلتا ہوا دکھائے پھر بھی ہم اپنے نبی کا کلمہ نہیں چھوڑ سکتے اور اپنے نبی کی ختم نبوت پر کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔یہ ہمارا ایمان ہونا چاہئے!ہم اپنے بچوں کا بھی اس طرح ایمان بنائیں۔انہیں علماء کرام کا ادب کرنا سکھائیں!علماء کرام کو اپنا محسن سمجھیں،کیونکہ جس طرح بھیڑ،بکریوں کے گلے پر چرواہا موجود ہو تو کوئی شیر بھی کسی بکری پر ہاتھ صاف کرنے کی جرأت نہیں کرتا اور اگر ریوڑ پر کوئی محافظ اور نگران نہ رہے تو پھر ان بکریوں کو اچکنے کے لیے گیڈر بھی شیر بن جاتا ہے۔اسی طرح علماء کرام ہمارے ایمانوں کی چوکیداری کر رہے ہیں۔علماء کرام کو دیکھ کر خوش ہوا کریں کہ یہ نبی کے وارث ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی حفاظت اور چوکیداری کر رہے ہیں۔اس سے بھی ان شاء اللہ!ہم سب کا ایمان محفوظ ہوگا۔وآخر دعوانا ان الحمدللہ رب العالمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

سفرِ معراج

کے بلند و بالا مقاصد اور لطائف و معارف

مولانا حفیظ الرحمٰن اعظمی

دلائل نبوت:

رسالت محمدی برحق ہے، اس پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے، جس کو باری تعالیٰ نے بہت ہی عظیم الشان طریقے پر ذکر فرمایا ہے: ’’وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى (۱) مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (۲) وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى (۳) اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى۔‘‘ (النجم:۱-۴) اور دوسری جگہ ارشاد ہے: ’’وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ‘‘ (الحشر:۷) چنانچہ سیرت کے بہت سے واقعات سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی دلیلیں بھی ہیں، اور آپ کے معجزات میں سے بھی ہیں، جیسے معجزہ شق القمر، کنکریوں کا کلمہ پڑھنا وغیرہ۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی معراج یعنی رات کے چند لمحات کے اندر ساتوں آسمان کا سفر کر کے سدرۃ المنتہیٰ کے پاس تشریف لے جانا، باری تعالیٰ سے ہم کلام ہونا، بار بار کی تخفیف کے بعد امت کے لئے پانچ وقت کی نماز کا تحفہ لے کر چند لمحات میں بیت ام ہانی کے اندر واپس تشریف لانا، ارشاد باری ہے:

’’سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔‘‘ (بنی اسرائیل:۱)

ترجمہ: پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے خاص بندہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے ایک قلیل حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا، (جس سے اصل مقصود یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائیں اور وہاں کی) خاص خاص نشانیاں آپ کو دکھلائیں (جن کا کچھ ذکر سورۃ النجم میں فرمایا ہے کہ آپ سدرۃ المنتہیٰ تک تشریف لے گئے اور وہاں جنت وجہنم اور دیگر عجائباتِ قدرت کا مشاہدہ فرمایا) تحقیق کہ اصل سننے والا اور اصل دیکھنے والا حق تعالیٰ ہے۔ (وہی جس کو چاہتا ہے اپنی قدرت کے نشانات دکھلاتا ہے اور پھر وہ بندہ اللہ کی تبصیر سے دیکھتا ہے اور اللہ کے اسماع سے سنتا ہے۔‘‘

تبلیغ و دعوت اور رنج و غم کے لمحات:

نبوت ملنے کے بعد حکم ہوا: ’’يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ۔‘‘ (المائدہ:۶۷)

ترجمہ: اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ وہ (پیغام لوگوں تک) پہنچا دیجئے جو آپ کے پاس آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا، اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا تو (گویا کہ) آپ نے اپنے رب کا پیغام لوگوں تک نہیں پہنچایا۔‘‘

چنانچہ بعثت کے بعد تین سال تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم خفیہ طریقہ پر دین اسلام کی تبلیغ کرتے رہے، اور لوگ آہستہ آہستہ اسلام میں داخل ہوتے رہے، تین سال کے بعد یہ حکم نازل ہوا: ’’فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ۔‘‘ (الحجر:۹۴)

ترجمہ: جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے، اس کا صاف صاف اعلان کردیجئے، اور مشرکین کی پروا نہ کیجئے۔

چنانچہ کوہِ صفا پر چڑھ کر آپ نے احکام الٰہی کو لوگوں تک پہنچایا، اور اعلانیہ دعوت کا کام شروع کردیا، اِدھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت کا کام شروع کیا، اور اُدھر مکہ کے قریش و مشرکین کی ریشہ دوانیوں، منصوبہ بندیوں اور ایذاء رسانیوں کا سلسلہ شروع ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تنہا مسجد حرام اور خانہ کعبہ میں نماز پڑھنے کے لئے جاتے تو طرح طرح کی کلفتوں اور مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ کبھی کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر پھینکتا، کبھی آوازیں کستا، اور تمسخر و مذاق اڑاتا، اسی طرح راستے میں کبھی آپ کے سر پر اوپر سے کوڑا کرکٹ ڈال دیا جاتا، کبھی اوجھڑی پھینک دی جاتی، اور آپ کے لئے تبلیغ کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی جاتیں۔ یہ سارے حالات ذہنی کلفت و

اذیت کا سبب بھی تھے، اور جسمانی مشقت و پریشانی کا باعث بھی۔ وہ بھی کسمپرسی، افلاس اور کم مائیگی کے عالم میں، لیکن پھر بھی آپ کی تسلی اور دل کی مضبوطی و اطمینان کے لئے دو سہارے موجود تھے، اول یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آٹھ سال کی عمر کے وقت آپ کے دادا عبدالمطلب کا انتقال ہوا، آخری وقت میں انھوں نے آپ کے چچا ابوطالب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت اور پرورش کے لئے وصیت کی، پھر باپ سے بڑھ کر انھوں نے شفقت و ہمدردی اور تربیت کا حق ادا کیا اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بیوی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا جو غار حرا سے واپسی اور نبوت ملنے کے بعد سب سے پہلے آپ پر ایمان لائیں، اور زندگی بھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سہارا اور قلبی راحت و سکون کا سبب بنی رہیں کہ ساری اذیتوں اور پرخاش ماحول کے بعد جب گھر تشریف لاتے تو آپ کے دل کو قرار اور چین و سکون نصیب ہوجاتا۔

لیکن مرتبے کی بلندی مصائب و ابتلاء سے گھری ہوئی رہتی ہے، چنانچہ ۱۰/ نبوی عام الحزن والملال کے نام مشہور ہوا، کہ چند دن کے اندر دو دو سہارے آپ کی زندگی سے ختم ہو گئے۔ شعب ابی طالب سے نکلنے کے چند ہی روز بعد ماہ رمضان یا شوال ۱۰ نبوی میں ابوطالب کا انتقال ہوا، پھر تین یا پانچ دن بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا بھی انتقال ہوگیا۔

سفر طائف سلسلہ مشقت کی ایک کڑی:

ابوطالب کے بعد آپ کا کوئی حامی و مددگار نہ رہا اور حضرت خدیجہؓ کے رخصت ہوجانے سے کوئی تسلی دینے والا غمگسار نہ رہا، اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش مکہ کی چیرہ دستیوں سے مجبور ہوکر اخیر شوال ۱۰ نبوی میں دعوت کے لئے طائف کا قصد فرمایا کہ شاید یہ لوگ اللہ کی ہدایت کو قبول کریں، اور اس کے دین کے حامی و مددگار ہوں، زید بن حارثہؓ کو ہمراہ لے کر طائف تشریف لے گئے۔

(سیرت مصطفیٰ، جلد:۱، ص:۲۷۴)

پھر طائف میں کیا کچھ ہوا اور وہاں کے شریر بچوں نے آپ کے ساتھ کیسا سلوک کیا اور کس طرح زدوکوب کے ساتھ آپ کو خون میں لت پت کیا اس کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت کافی ہے:

”حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار عرض کیا: یارسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُحد سے بھی زیادہ سخت دن گزرا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تیری قوم سے جو تکلیفیں پہنچیں سو پہنچیں، لیکن سب سے زیادہ سخت دن وہ گزرا کہ جس دن میں نے اپنے آپ کو عبدیالیل کے بیٹے پر پیش کیا، اس نے میری بات کو قبول نہیں کیا، میں وہاں سے غمگین ورنجیدہ واپس ہوا۔“

(ملخص از ترجمہ فتح الباری، ج:۶، ص:۲۲۵)

کفارِ مکہ کی ستم ظریفی:

اور یہ تو سفر کی مختصر سی مدت تھی اگرچہ کلفت ومشقت اور رنج وغم کے اعتبار سے پوری زندگی کے اوقات میں سب سے دشوار معلوم ہوئی، اس کے علاوہ مکہ معظمہ کے قیام میں بھی کیا کم مصائب اور اذیتوں سے دوچار ہونا پڑا، دونوں میں فرق کیلئے بس اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ ایک مرحلہ سانپ کے کاٹنے کی طرح ہے کہ جس سے اچانک انسان جاں بحق ہوجاتا ہے، اور دوسرا بچھو کے ڈنک مارنے کی طرح ہے جس کا زہر لہریں مارتا رہتا ہے۔ چنانچہ ابن ہشام اپنے ماخذ سیرت میں رقمطراز ہیں:

قال ابن اسحاق: ”ومرّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔ فیما بلغنی۔ بالولید بن المغیرۃ وأمیۃ بن خلف، وبأبی جہل ابن ہشام فہمزوہ واستہزووا بہ فغاظہ ذلک فأنزل اللّٰہ تعالیٰ علیہ فی ذلک من أمرہم ”ولقد استہزیٔ برسل من قبلک فحاق بالذین سخروا منہم ما کانوا بہ یستہزؤن۔“ (سیرۃ ابن ہشام، ج:۱، ص:۳۹۵)

ابن اسحاق نے فرمایا: جہاں تک مجھے خبر ملی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ولید بن المغیرہ، امیہ بن خلف اور ابوجہل ابن ہشام پر ہوا، تو ان لوگوں نے آپ پر طعن وتشنیع کیا، اور آپ کا مذاق اڑایا، تو اس کی وجہ سے آپ غصہ ہوئے، جس کی بناء پر قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی۔ ”ولقد استہزی الخ“ تحقیق کہ آپ سے پہلے رسولوں کا مذاق اڑایا گیا سو جن لوگوں نے استہزاء کیا تھا ان پر وہ عذاب نازل ہوگیا جس کا وہ استہزاء کیا کرتے تھے۔

”قال ابن اسحق فأقام رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی أمر اللّٰہ صابرًا محتسبًا مؤدیاً الی قومہ النصیحۃ علی ما یلقی عنہم من التکذیب والأذیٰ (والاستہزاء)۔“

(سیرۃ ابن ہشام، ج:۱، ص:۴۰۸)

ابن اسحاق نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حکم پر قائم رہے، صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید کرتے ہوئے اور اپنی قوم

تک نصیحت کی باتیں پہنچاتے ہوئے باوجودیکہ ان کی جانب سے آپ کی شانِ اقدس میں تکذیب ومذاق بازی اور ایذاء رسانی کا سلسلہ جاری تھا۔اور اسی پر بس نہیں بلکہ فترتِ وحی کے موقع پر بھی طرح طرح سے کفار مکہ نے آپ کو تمسخرواستہزاء کا نشانہ بنایا۔

زخم خوردہ نبی کی تسلی:

اسی طرح جب مسلسل مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے گئے، مشقت وکلفت کی انتہا ہوگئی، تو ارحم الراحمین نے طرح طرح سے مختلف آیتوں کے نزول اور واقعات کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے صبر وتسلی کا سامان مہیا فرمایا، اور قوت وپختگی اور عزم وحوصلہ کے ذریعہ آپ کی مدد فرمائی حتیٰ کہ دوسورتوں یعنی ’’والضحیٰ اور الم نشرح‘‘ کا نزول ہوا، جس میں باری تعالیٰ نے آپ کے رخِ انور کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا: ’’مَا وَدَّعَک ربک و ما قلیٰ‘‘ یعنی آپ کے رب نے آپ کو چھوڑا نہیں اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا، ارشاد ہوا:

’’اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ○ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ○ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ○ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ○۔‘‘

(الانشراح:۱تا۴)

ترجمہ:’’کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ (علم وحلم) سے کشادہ نہیں کردیا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ کی کمر توڑ رکھی تھی اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا۔‘‘(یعنی اکثر جگہ شریعت میں اللہ کے نام کے ساتھ آپ کا نام مبارک مقرون کیا گیا، کذا فی الدرالمنثور، معارف القرآن، ج:۸)

اسلامی فلاسفر اور ادیب مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریا آبادی لکھتے ہیں: ’’ہندوستان کے چھوٹے چھوٹے قریوں اور موضعوں، عرب کے ریگستان اور چٹیل میدان اور افریقہ کے صحراو بیابان سے لے کر لندن اور پیرس اور برلن کے تمدن زاروں تک، ہر روز اور ہر روز میں بھی پانچ پانچ بار کس کے نام کی پکار اللہ کے نام کے ساتھ ساتھ بلند رہتی ہے؟ اپنی ذاتی عقیدت مندی کو الگ رکھئے محض واقعات پر نظر رکھ کر فرمایئے کہ یہ مرتبہ، یہ اکرام دنیا کی تاریخ معلوم سے لے کر آج تک کسی ہادی، کسی رہبر کسی مخلوق کو حاصل ہوا ہے؟ جس بے کس اور بے بس سے عین اس وقت جبکہ اسے زور اور قوت والے سردارانِ قریش اپنے خیال میں کچل کر رکھ چکے تھے، اور اس کا نام ونشان تک مٹا چکے تھے، یہ وعدہ ہوا تھا: ’’ورفعنا لک ذکرک‘‘ ہم نے تیرے لیے تیرا ذکر بلند کر رکھا ہے، اگر آوازہ اس کا بلند نہ ہوگا تو اور کس کا ہوگا؟ (ذکر رسول، ص:۶۳)

خورشید مبین کی تابانی (معراج رسول):

ابتلا و آزمائش بہت زبردست تھی، صبر آزما مراحل اور مصائب کے پہاڑ تھے، جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کی تلقین کی گئی۔

’’فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَاتَسْتَعْجِلْ لَّھُمْ۔‘‘(الاحقاف:۳۵)

ترجمہ:’’تو آپ صبر کیجئے جیسا اور ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا اور ان لوگوں کیلئے (انتقام الٰہی کی) جلدی نہ کیجئے۔‘‘

باری تعالیٰ نے آپ کی صبر وتسلی کے لئے فرمایا: ’’وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ○ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ○ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔‘‘

ترجمہ: ہم نے آپ پر سے آپ کا وہ بوجھ اتار دیا جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر توڑ رکھی تھی، اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آوازہ بلند کیا۔(الانشراح:۴)

حزن و ملال کا ہجوم، مصائب و آلام کی یلغار ہی کیا کم تھی کہ مزید برآں اعزاء واقرباء اور اہل خاندان کی مخالفت کفار ومشرکین اہل مکہ کا دعوت کی راہ میں حائل ہونا وغیرہ جو حوصلہ شکنی کے لئے کافی تھے۔حتیٰ کہ آپ کی پریشان حالی پر باری تعالیٰ نے آپ کو مخاطب فرمایا:

’’فَلَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ عَلٰٓی آثَارِھِمْ اِنْ لَّمْ یُؤْمِنُوْا بِھٰذَا الْحَدِیْثِ اَسَفاً۔‘‘

(الکہف:۶)

ترجمہ:’’شاید آپ ان کے پیچھے اگر یہ لوگ اس مضمون پر ایمان نہ لائے تو غم سے اپنی جان دے دیں گے۔‘‘

ظاہر ہے جو حبیب ومحبوب ہو، آخری رسول ہو: ’’بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر‘‘ کا مصداق ہو، تاریکیوں میں چراغ روشن کرنے کا عزم رکھتا ہو، دشوار گزار مراحل، اور خاردار وادیوں کو پار کرتا ہو، حوصلہ شکن حالات کا پامردی سے مقابلہ کرتا ہو، تو اس کو تمغہ بھی اتنا ہی بڑا ملنا چاہئے، اور اس کے بلندیٔ مرتبہ پر دلیل بھی اتنی بڑی قائم ہونی چاہئے کہ جس کے اوپر اور دلیل نہ ہو، اور جس سے زیادہ عظیم الشان کوئی واقعہ اس کرۂ ارض پر نہ پیش آیا ہو اور نہ آسکتا ہو، اور وہ اسراء ومعراج کا عظیم الشان واقعہ۔

اسراء اور معراج کے بارے میں بہت سے موضوعات زیر بحث آتے ہیں۔

(۱) اختلاف اقوال کی روشنی میں اس

واقعہ کی تاریخ کا تعین

(۲) یہ واقعہ روحانی ہے یا جسمانی (یا منامی)۔

(۳) مکہ معظّمہ سے بیت المقدس کا سفر اورامامت انبیاء۔

(۴)ثمّ دنٰی فتدلّٰی کی واقعاتی توضیح۔

(۵) مولیٰ سے ہم کلامی اور حاصل ہونے والے تحفہ کی تفصیل۔

(۶) جنت اور جہنم کی سیر اور چند مشاہدات۔

لیکن یہ سب کچھ اس عظیم الشان واقعاتی تجزیئے سے تعلق رکھنے والے موضوعات ہیں، لہٰذا، اس کو دوسرے موقع کیلئے محفوظ رکھتے ہوئے، اس سے ماخوذ چند عجائب سفر اور لطائف و معارف کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے، تاہم قرآن پاک کے اجمال اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تفصیل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے، کہ جبرئیل امین علیہ السلام براق کے ساتھ تشریف لائے، اور سرورکائنات جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ام ہانیؓ کے مکان سے مسجد حرام، پھر وہاں سے مسجد اقصیٰ، اور انبیاء کی امامت کرنے کے بعد آسمان کی سیر کراتے ہوئے اور انبیاء سابقین سے ملاقات کراتے ہوئے ساتوں آسمان کے اوپر لے گئے، پھر وہ مقام آیا کہ جس کے آگے بڑھنے سے جبرئیل امین کے قدم عاجز و قاصر رہے، جیسا کہ شیخ سعدیؒ کے اس شعر سے ظاہر ہے۔

اگر یک سرِ موئے برتر برم
فروغِ تجلّی بسوزد پرم

باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی(۸) فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی(۹) فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی(۱۰)مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی(۱۱) اَفَتُمٰرُوْنَہٗ عَلٰی مَا یَرٰی(۱۲)وَلَقَدْ رَاٰہُ نَزْلَۃً اُخْرٰی(۱۳) عِنْدَ سِدْرَۃِ الْمُنْتَھٰی(۱۴) عِنْدَھَا جَنَّۃُ الْمَاْوٰی(۱۵) اِذْ یَغْشَی السِّدْرَۃَ مَا یَغْشٰی(۱۶) مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی(۱۷) لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔“(النجم:۸تا۱۸)

ترجمہ: ”پھر وہ فرشتہ (آپ کے نزدیک آیا، (سو قرب کی وجہ سے) دونوں کمانوں کے برابر فاصلہ رہ گیا، بلکہ اور بھی کم پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر وحی نازل فرمائی، جو کچھ نازل فرمانا تھی۔ (جس کی تعیین بالتخصیص معلوم نہیں) قلب نے دیکھی دیکھی ہوئی چیز میں غلطی نہیں کی، تو کیا ان سے دیکھی ہوئی چیز میں نزاع کرتے ہو، انھوں نے (پیغمبر نے) اس فرشتہ کو اور دفعہ بھی (صورت اصلیہ میں) دیکھا ہے، سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جنت الماویٰ ہے، جب اس سے سدرۃ المنتہیٰ کو لپٹ رہی تھی جو چیزیں لپٹ رہی تھیں، نگاہ تو نہ ہٹی (بلکہ ان چیزوں کو خوب دیکھا) اور نہ (ان کی طرف دیکھنے کو) بڑھی (یعنی قبل اذن نہیں دیکھا) پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کے بڑے عجائبات دیکھے۔“

(معارف القرآن، ج:۸، ص:۱۹۲)

پھر آپ کو رب ذوالجلال سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا، پچاس نمازوں کی فرضیت کا تحفہ عطا کیا گیا، جو تخفیف کے بعد پانچ وقت کی صورت میں باقی رہا، اجر و ثواب میں پچاس وقت کی کیفیت کے ساتھ۔

اسی طرح آپ نے اقلام تقدیر کے چلنے کی آوازوں کو سنا، بعد ازاں جنت و جہنم کا مشاہدہ فرمایا، پھر جبرئیل امین علیہ السلام کی معیت میں مسجد اقصیٰ میں نزول فرمایا، اور وہاں سے مسجد حرام واپس ہوکر بیت ام ہانی میں تشریف لائے۔

یہ تھی ایک طائرانہ نظر معراج رسول کے مبارک سفر پر جس میں آپ کے رنج و غم کا مداویٰ بھی تھا اور ذکر کی بلندی بھی، شخصیت کی جلوۂ آفرینی بھی، اور ختم نبوت کی دلیل بھی، سارے جہانوں کی سرداری بھی، آپ کی امت اور آپ کے پیغام کے خلود و بقاء کی علامت بھی، نیز ساتھ ہی بے مثال واقعات کے معجزہ نمائی بھی جو سارے فلسفہ و علوم اور اسباب و علل کی دسترس سے باہر ہو سچ ہے:

لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اب ان خصائص و امتیازات، اور فوائد و ثمرات کو شعور و وجدان کی کیفیت کے ساتھ اخذ کرنے اور گہرائی و گیرائی سے آشنا ہونے کے لئے، ان اسرار و حکم حقائق و معارف اور دروس و عبر کا قلب و ذہن میں پیوست ہونا اور نظر میں آنا ضروری ہے، جو اس بلندی و رفعت کے دلچسپ سفر میں مضمر ہے۔

سفرِ معراج کے اسرار و حکم:

واقعۂ معراج محض ایک مشاہداتی سفر اور قطع مسافت کی پرکیف و عجیب داستان نہیں ہے، سورۂ اسراء اور سورہ نجم اور اس سلسلے میں مروی صحیح و مشہور احادیث سے بہت سے اسرار و

حکم اور لطائف ومعارف سامنے آتے ہیں۔

(۱) خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ دونوں قبلوں کے نبی اور مشرق ومغرب دونوں سمتوں کے امام ہیں۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پیش رو تمام انبیاء کرام کے وارث اور بعد میں آنے والی پوری نسل انسانی کے رہبرو رہنما ہیں۔

(۳) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام، دعوت کی عمومیت وآفاقیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کی ابدیت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی ہمہ گیری وصلاحیت کی دلیل و علامت ہے۔

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا صحیح تعارف اور صحیح نشاندہی ہے۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اصل مقام وحیثیتِ عرفی کا تعین ہے۔

(۶) آپ کی نبوت کی محدود، مقامی اور عارضی نوعیت اور ابدی و عالمگیری حیثیت کے درمیان خطّ فاصل ہے۔

(۷) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت و سیادت کا قومی اور سیاسی قیادت پر غلبہ وتفوق اور بالاتری کا ثبوت اور امتیازی حیثیت ہے۔

(۸) ایسا معجزہ اور کرامت ہے جو آپ کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہوا۔

(۹) عبادت اور تقرب وبندگی کے ذریعہ کو بطور تحفہ آسمان کے اوپر مہمان بنا کر عطا کرنا جو رفعِ ذکر کی وقوعی اور خارجی تفسیر ہے۔

(۱۰) نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے انبیاء پر جو فضیلت ہے، ان میں دو باتیں خاص طور پر فضیلت کا باعث ہیں: دنیا میں معراج اور آخرت میں شفاعت۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دونوں دولتیں تواضع کی بدولت حاصل ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کے ساتھ تواضع کی، تو دولت معراج کی پائی، اور مخلوق کے ساتھ تواضع کی تو دولت شفاعت کی پائی، حق تعالیٰ کے سوال پر شب معراج میں آپ نے فرمایا کہ تمام القاب میں سب سے زیادہ پسندیدہ لقب میرے لئے عبد کا ہے، تیرا بندہ ہونا، یعنی عبدیت کی اساسی صفت جو باری تعالیٰ کو انسانیت کی جانب سے سب سے زیادہ مطلوب اور محبوب ہے۔

(۱۱) رات کی خلوت وتنہائی میں بلانا، مزید تقرب اور اختصاصِ خاص کی دلیل ہے۔

(۱۲) مسجد اقصیٰ کے معاملات کا سارے عالم اسلام سے گہرے ربط و تعلق کا ثبوت، نیز یہ کہ فلسطین، کا دفاع اور مسجد اقصیٰ کی حفاظت ساری دنیا کے مسلمانوں پر حسب استطاعت واجب ہے، اور اس سے غفلت ایسی کوتاہی ہے جس پر مواخذہ بھی ہوسکتا ہے۔

(۱۳) امت مسلمہ کے مرتبے کی بلندی اور عظمت شان اور دنیا کی خواہشات و رغبات سے اس امت کے مستوی اور معیار کی رفعت ہے۔

(۱۴) اس میں اشارہ ہے کہ فضاء کا خلائی سفر اور کرۂ ارضی کے مقناطیسی دائرے سے نکل کر اوپر دوسرے دائرے میں داخل ہونا ممکن ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کی تاریخ میں سب سے پہلے خلا باز مسافر ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ آسمان سے کرۂ ارضی کی طرف صحیح سالم لوٹ کر آنا ممکن ہے۔

(۱۵) معراج میں نماز کی فرضیت سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ روزانہ پانچ مرتبہ اللہ کے حضور سارے مومنین کی روحوں اور دلوں کو پہنچنا چاہئے، تاکہ خواہشات کی سطح سے بلندی نصیب ہو۔

سفرِ معراج دعوت وتبلیغ کی ایک کڑی:

یہ تھے سفر معراج کے اندر پوشیدہ بلند و بالا مقاصد اور لطائف ومعارف، دروس وعبر، جو آپ کے اوپر پے بہ پے نازل ہونے والے رنج وغم کا مداویٰ ثابت ہوئے، جس کے ذریعہ آپ کے اوپر سے حزن وملال کے بادل چھٹ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے لمحات میں ”ولسوف یعطیک ربّک فترضیٰ“ کا منظر دیکھا، اور خوشی ومسرت کا سانس لیا، اور فرحت وانبساط کے حالات کی طرف عود کر آئے، اور نہ صرف غم واندوہ کافور ہوئے بلکہ دعوت وتبلیغ کی راہیں ہموار ہوتی گئیں، بلکہ رغبت ولگن اور مولیٰ کی رضاجوئی کے ساتھ قدم بڑھتے رہے، آپ کے عزم وحوصلہ اور پختگی وثبات قدمی کو مہمیز کرنے والی قوت ملی، کیونکہ اس سفر مبارک میں آپ کے مرتبے کی بلندی بھی تھی۔

سچ ہے جب کفار ومشرکین نے آپ کے نرینہ اولاد کے زندہ نہ رہنے کی وجہ سے آپ کو طنز وتشنیع کا نشانہ بنایا، اور آپ کو منقطع النسل اور قلیل الخیر ہونے کا طعنہ دیا، تو آپ کے قلب اطہر پر سورۃ الکوثر نازل کر کے ان دشمنان رسول کا دندان شکن جواب دیا گیا، اور ان کے باطل نظریات پر کاری ضرب لگائی گئی: ”اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ (۱) فَصَلِّ لِرَبِّکَ

وَانْحَرْ (۲) اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ (۳)۔“

اس میں مفسرین کے اقوال کے مطابق کوثر، حوض کوثر کے ساتھ خیر کثیر کے معنی کو بھی شامل ہے، اورآپ کے دشمنوں کے منقطع النسل ہونے کا اعلان ہے، جیسا کہ ”ھو الابتر“ سے ظاہر ہے، اور کسی بھی تحریک اور مشن کو لے کر چلنے والے کے لئے راستہ سے موانع وعوائق کا دور ہوجانا اس کے قلب وذہن کا غم واندوہ اور افکار پریشاں سے خالی ہوجانا اور مرتبے کی بلندی کے ذریعے عزم کا پختہ ہونا، حوصلے کا بلند ہونا، فلاح و کامیابی کا پیش خیمہ اور حیرت انگیز پیش قدمی کا ضامن ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی عظمت و رفعت کا کرشمہ تھا کہ ایسے ماحول میں جبکہ اہل مکہ بلکہ تمام اہل عرب نہ صرف یہ کہ ضلالت وشقاوت میں ڈوبے ہوئے تھے، بلکہ اسی کے دلدادہ تھے، اور وہی ان کی طبیعت بن گئی تھی، اور جہالت وبہیمیت کی حدود کو پار کرنے میں ایک فرد دوسرے سے پیچھے رہنا گوارہ نہیں کرتا تھا، اور اس کیلئے دنیا کا سارا خسارہ اور آخرت کی محرومی قبول کرلینا سستا سودا سمجھتا تھا۔

آپ نے تنہا دعوتِ عظمٰی اور رسالت خداوندی کی تمام تر ذمہ داری تیئس (۲۳) سال کی قلیل مدت میں ایسے حیرت انگیز طریقہ پر پوری کی کہ شہنشاہ عالم بوناپارٹ اس کے اعتراف پر مجبور ہوگیا کہ صدیوں میں پایہ تکمیل کو نہ پہنچنے والا پیغام محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تیئس (۲۳) سال کی قلیل مدت میں اس طرح مکمل کر دکھایا کہ تاریخ عالم اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہے۔

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ چند ملت بشست

بقیہ:.... دعوتِ ایمان اور حفاظتِ اسلام!

میرے بھائیو! ایمان میں کبھی استخارہ نہیں ہوتا، ایمان کے بارہ میں کبھی دلیل نہیں مانگی جاتی اور ایمان میں پختگی کیا ہوتی ہے؟ خان آف قلات (احمد یار خانؒ) گزرا ہے۔ بلوچستان کی چار ریاستیں پہلے آزاد ریاستیں تھیں، خان آف قلات کے پاس تھیں۔ پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ ظفراللہ قادیانی جسے انگریز نے مسلم لیگ میں شامل کروایا اور پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ بنوایا، وہ خان کے پاس آیا اور اپنی قادیانیت کی تبلیغ شروع کردی تو خان آف قلات نے ظفراللہ قادیانی کو کہا کہ: ”سن! اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے روضہ سے اٹھ کر تشریف لائیں اور مجھے حکم فرمائیں کہ ظفراللہ کی بات سن لو اور مرزے کو نبی مان لو، تو میں اپنے نبی کی یہ بات نہیں مانوں گا، بلکہ سمجھوں گا کہ میرے نبی میرا امتحان لے رہے ہیں کہ آیا! میری ختم نبوت پر اس کا ایمان اور عقیدہ پختہ ہے یا نہیں۔“ ظفراللہ یہ جواب سن کر اور منہ بنا کر چلا گیا۔

میرے بھائیو! ہم سب کا ایمان اس طرح پختہ اور مضبوط ہونا چاہئے۔

سورج روزانہ مشرق سے نکلتا ہے، اگر کوئی شعبدہ باز ہمیں مغرب سے سورج نکلتا ہوا دکھائے پھر بھی ہم اپنے نبی کا کلمہ نہیں چھوڑ سکتے اور اپنے نبی کی ختم نبوت پر کوئی بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ ہمارا ایمان ہونا چاہئے! ہم اپنے بچوں کا بھی اس طرح ایمان بنائیں۔ انہیں علماء کرام کا ادب کرنا سکھائیں! علماء کرام کو اپنا محسن سمجھیں، کیونکہ جس طرح بھیڑ، بکریوں کے گلے پر چرواہا موجود ہو تو کوئی شیر بھی کسی بکری پر ہاتھ صاف کرنے کی جرأت نہیں کرتا اور اگر ریوڑ پر کوئی محافظ اور نگران نہ رہے تو پھر ان بکریوں کو اچکنے کے لیے گیدڑ بھی شیر بن جاتا ہے۔ اسی طرح علماء کرام ہمارے ایمانوں کی چوکیداری کر رہے ہیں۔ علماء کرام کو دیکھ کر خوش ہوا کریں کہ یہ نبی کے وارث ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی حفاظت اور چوکیداری کر رہے ہیں۔ اس سے بھی ان شاء اللہ! ہم سب کا ایمان محفوظ ہوگا۔ وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العالمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

جذبات سے نہیں، ہوشمندی سے فیصلہ کیجئے!

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

سیرت میں ایک اہم واقعہ غزوۂ بنو مصطلق کے نام سے آیا ہے، بنو مصطلق قبیلۂ بنو خزاعہ کی ایک شاخ تھی، یہ ''مریسیع'' نامی مقام پر آباد تھے، جو مدینہ منورہ سے نو منزل کے فاصلہ پر واقع تھا، حارث بن ابی ضرار اس قبیلہ کی قیادت کرتا تھا، صلح حدیبیہ سے پہلے کا واقعہ ہے کہ اس قبیلہ نے مدینہ پر حملہ کرنے کا منصوبہ بنایا، آپ ﷺ کو اس کی اطلاع ہوگئی، آپ ﷺ نے مزید تحقیق کے لئے اپنے ایک نمائندہ کو بھیجا، انھوں نے یہاں آکر تحقیق حال کیا اور اس خبر کی تصدیق ہوئی، اس پس منظر میں یہ بات ضروری محسوس ہوئی کہ مسلمانوں کو اس قریبی دشمن سے محفوظ رکھا جائے اور حملہ کرکے ان کو مطیع بنایا جائے؛ چنانچہ مدینہ منورہ سے ایک فوج روانہ ہوئی، آپ ﷺ بنفس نفیس اس میں شریک تھے۔

قبیلہ کے اکثر لوگوں کو تو مجاہدین کا سامنا کرنے کی ہمت نہ ہوئی اور انھوں نے راہِ فرار اختیار کی، مگر کچھ تیر اندازوں نے جم کر تیر برسائے، بہت سے لوگ قید ہوئے، ان ہی قیدیوں میں حضرت جویریہؓ بھی تھیں، جو قبیلہ کے سردار حارث کی بیٹی تھیں، ان کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے خود ان کی خواہش پر حضور ﷺ انھیں اپنے نکاح میں لے آئے اور اس طرح یہ سعادت بخش اسیری نے انھیں ''اُم المومنین'' ہونے کا شرف بخشا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صحابہ کرامؓ نے دفعتاً تمام اسیرانِ جنگ کو آزاد کردیا، کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے سسرالی اعزہ کو کیوں کر اپنا غلام و باندی بنا کر رکھ سکتے ہیں؟ اور بالآخر یہی واقعہ اس قبیلہ کے قبول اسلام کا باعث ہوا۔

اس غزوہ کا ایک سبق آموز پہلو یہ ہے کہ جن منافقین نے غزوۂ اُحد جیسے نازک موقع پر مسلمانوں کو اپنی پیٹھ دکھائی تھی، مخالف فوج کی کمزوری اور تعداد کی کمی کو دیکھتے ہوئے اور مالِ غنیمت کی طمع میں وہ بھی مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوگئے، ایک جگہ جب لوگوں نے پڑاؤ کیا، تو پانی لینے کے مسئلہ پر حضرت عمرؓ کے غلام اور ایک انصاری میں معمولی سی لڑائی ہوگئی، حضرت عمرؓ کے غلام نے اپنی مدد کے لئے مہاجرین کو آواز دی، انصاری نے انصار کو پکارا، دونوں طرف سے لوگ جمع ہوگئے، منافقین کا سردار عبداللہ بن ابی ایسے موقع کی تاک میں رہتا تھا، اس نے اس واقعہ کو اور بھی شہ دیا، اور انصار سے کہا کہ یہ سب تمہارا اپنا کیا ہوا ہے، تم نے مہاجرین کو اپنے یہاں پناہ دی، ان کو سہولتیں پہنچائیں اور اب ان کی جرأتیں اس قدر بڑھ گئی ہیں، مہاجرین کے ساتھ تمہاری مثال عربی زبان کے اس محاورہ کی ہے کہ اپنے کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرو کہ وہ تم ہی کو کاٹ کھائے، ''سمن کلبک یأکلک'' نتیجہ یہ ہوا کہ وقتی طور پر مہاجرین اور انصار کے درمیان ایک طرح کی دل شکستگی پیدا ہوگئی، انصار چوں کہ عبداللہ بن ابی کے نفاق، اسلام، پیغمبر اسلام اور اُمتِ مسلمہ سے اس کی خفیہ عداوت اور اندرونی عناد سے واقف نہیں تھے، اس لئے سادہ لوح لوگ اس کی چال کو سمجھ نہیں سکے، عبداللہ بن ابی نے یہ بھی کہا کہ اب مدینہ سے باعزت لوگ ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے۔

ایک نو عمر انصاری صحابی جو اس کی ان زہرناک باتوں کو سن رہے تھے آپ نے حضور ﷺ سے پوری صورتِ حال بیان فرمائی، آپ ﷺ نے انصار و مہاجرین کو سمجھایا اور فرمایا کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں اور ابھی سے تم عصبیتِ جاہلیہ کی بات کرنے لگے ہو، پھر آپ ﷺ نے فوج کو فوراً کوچ کرنے کا حکم دیا، حضرت عمرؓ کو جب واقعہ کی اطلاع ہوئی تو حضور ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا کہ کسی کو حکم دیا جائے کہ اس منافق کی گردن اُتار لائے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم چاہتے ہو کہ لوگ کہیں کہ محمد ﷺ خود اپنے رفقاء کو بھی قتل کرانے لگے

ہیں؟ یعنی لوگ عبداللہ بن ابی کے نفاق سے واقف نہیں ہیں، اگر ان کے قتل کا حکم دیا گیا تو لوگ سمجھیں گے کہ پیغمبر اسلام اب خود اپنے اصحاب کے قتل کا حکم دے رہے ہیں، حضرت عمرؓ خاموش ہوگئے۔

فوج نے کوچ کیا، معمولِ مبارک یہ تھا کہ صبح کو سفر شروع ہوتا تو شام میں کہیں پڑاؤ کیا جاتا اور رات بھر آرام کرنے کے بعد صبح میں دوبارہ سفر شروع کیا جاتا اور شام میں سفر شروع ہوتا تو رات بھر سفر کرکے صبح دم کسی منزل پر توقف کیا جاتا؛ لیکن خلافِ معمول آج دن بھر اور رات بھر سفر جاری رہا، پھر اگلی صبح بھی پڑاؤ نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ دوپہر ہوگئی، اب آپ ﷺ نے ایک مقام پر فوج کو خیمہ زن ہونے کا حکم دیا، ابن ہشام اور دوسرے سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ اس کا مقصد یہ تھا کہ سفر کی درازی اور اس کی مشقت لوگوں کو تھکا دے، مہاجرین وانصار کے درمیان جو تلخی پیدا ہوگئی تھی، وہ ذہن سے محو ہوجائے اور لوگ اس قدر تھک جائیں کہ آرام اور ضروریات کی فکر کریں۔

اس کے بعد دو عجیب واقعے پیش آئے، ایک یہ کہ مدینہ کے قریب پہنچ کر عبداللہ بن ابی کے صاحبزادہ جو مخلص مسلمان تھے، کھڑے ہوئے اور انھوں نے اس وقت تک اپنے والد کو مدینہ میں داخل ہونے سے روک دیا، جب تک حضور ﷺ اجازت نہ دے دیں، یہ عبداللہ بن ابی کی اس بات کا جواب تھا کہ مدینہ کے باعزت لوگ ذلیل وکمتر لوگوں کو نکال باہر کریں گے، ظاہر ہے کہ ذلیل وکمتر سے اس منافق کی مراد مسلمان اور خاص کر مہاجرین سے تھی۔

دوسرا واقعہ یہ ہوا کہ مدینہ میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ابی کے قتل کا حکم صادر کرنے والے ہیں، انصار بھی عام طور پر اس کے نفاق سے واقف ہوچکے تھے، اسی دوران عبداللہ بن ابی کے صاحبزادے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: سنا ہے کہ آپ میرے والد کے قتل کا حکم دینے والے ہیں، اگر آپ یہ حکم دیں تو بے جا نہیں ہوگا، لیکن مشکل یہ ہے کہ مجھے اپنے والد سے بڑی محبت ہے اور میں ان کے قاتل کو دیکھ نہیں سکتا، پھر یہ بات اچھی نہیں ہوگی کہ ایک کافر کی وجہ سے ایک مسلمان کا قتل ہو؛ اس لئے اگر آپ واقعی ایسا حکم دینے والے ہیں تو مجھے حکم فرمائیں، میں اپنے والد کا سرقلم کرکے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے، جب تک کوئی شخص بظاہر مسلمان ہوگا، میں اس کے ساتھ مسلمان کا سا ہی معاملہ کروں گا؛ بلکہ میں تو عبداللہ بن ابی کے ساتھ حسن سلوک کروں گا۔

پھر آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو بلایا کہ اگر اُس وقت عبداللہ بن ابی کے قتل کا حکم دیا جاتا تو حضراتِ انصار کے دل میں خلش ہوسکتی تھی، وہ سمجھتے کہ ہمارے سردار کو قتل کرا دیا گیا ہے؛ لیکن آج صورتِ حال یہ ہے کہ خود ان کے صاحبزادے ان کا سرقلم کرنے کو تیار ہیں، حضرت عمرؓ نے عرض کیا: میں نے جان لیا کہ رسول اللہ ﷺ کی رائے میں میری رائے سے زیادہ برکت ہے: ''لقد و اللہ علمت لأمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أعظم برکة من أمری۔'' (البدایہ والنہایہ لابن کثیر: ۴/۱۵۸)

سیرتِ نبوی ﷺ کے اس اہم واقعہ کی روشنی میں جو سبق ہمیں ملتا ہے وہ یہ ہے کہ جوش کے ساتھ ہوش اور جرأت کے ساتھ حکمت کا امتزاج ضروری ہے، عواقب ونتائج کو سوچ اور انجام پر نظر رکھے بغیر وقتی جوش اور جذبات کی بنا پر کوئی قدم اُٹھانا مفید سے زیادہ مضر ہوتا

خصوصیاتِ ''مفتی''

حضرت مولانا سید زوّار حسین شاہؒ کی نظر میں ''مفتی'' کے منصب پر فائز شخص کو اِن خصوصیات کا حامل ہونا چاہیے: ۱:...صحابہ کرامؓ اور تابعینؒ کے فتاویٰ اور فیصلوں سے واقف ہو۔ ۲:...مسائل اُس کو یاد ہوں، اُن کو نقل کرنے میں پختہ ہو اور فقہ کے مشکل مقامات کو سمجھتا ہو۔ ۳:...مآخذ اور مصادر شریعت یعنی قرآن مجید، سنت رسول، اجماع اور اجتہاد سے احکام شریعت کی تخریج کا ملکہ رکھتا ہو۔ ۴:...فقیہ النفس اور صاحبِ بصیرت ہو۔ ۵:...عقیدۂ توحید پر پختگی سے قائم ہو۔ ۶:... اخلاق حسنہ سے متصف اور برائیوں سے مجتنب ہو۔ ۷:...صاحبِ تقویٰ ہو، عادل ہو، کبائر سے بچتا ہو۔ ۸:...کبھی غلطی سرزد ہوجائے تو توبہ کرنے میں جلدی کرتا ہو۔ ۹:...بے غرض اور بے لوث ہو۔ ۱۰:...جرأت مند اور بے باک ہو۔ ۱۱:...دین کے معاملے میں بے نیاز، امین اور سخت گیر ہو۔ ۱۲:...کسی حاکم یا سائل کی رضامندی سے اسے کوئی سروکار نہ ہو۔ (بحوالہ: محاضراتِ علمی۔شخصیات۔از: ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، ص:۶۰،۶۱)

انتخاب:....ابومحمد القاسمی

ہے اور افراد و اشخاص اور اقوام وملل کو بدانجامی کی طرف لے جاتا ہے، رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں بار بار اس حقیقت کی طرف اشارہ موجود ہے، مکہ میں آپ ﷺ تیرہ سال رہے اور مسلمانوں پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے، ایسے وقت میں آدمی سوچتا ہے کہ بار بار مرنے سے ایک بار مرجانا بہتر ہے؛ اس لئے بہت سے صحابہؓ جہاد کی اجازت کے ملتجی ہوتے تھے؛ لیکن آپ ﷺ نے انھیں اس کی اجازت نہیں دی، صلح حدیبیہ کے بعد حضرت ابوبصیر مسلمان ہوکر آئے تو آپ نے معاہدہ کے مطابق انھیں واپس کردیا، انھوں نے اہل مکہ کے نمائندہ کو کیفر کردار تک پہنچایا اور ایک کا تعاقب کرتے ہوئے مدینہ آپہنچے اور حضور ﷺ سے کہا کہ آپ اپنا وعدہ پورا کرچکے ہیں؛ لیکن حضور ﷺ نے انھیں پھر واپس کیا اور خفگی کا اظہار بھی فرمایا کہ تم جنگ کی آگ بھڑکانا چاہتے ہو۔

صلح حدیبیہ کے موقع سے چودہ سو جانباز آپ ﷺ کے ساتھ تھے، یہ وہ لوگ تھے جنہیں خدا کی راہ میں جان دینا جان بچانے سے زیادہ عزیز تھا، لیکن آپ ﷺ نے اہل مکہ کی شرطوں پر ان سے معاہدہ فرمایا؛ حالاں کہ بہت سے صحابہؓ اسے اپنی ہزیمت سمجھ رہے تھے اور انھوں نے اس صلح کو محض آپ ﷺ کی اطاعت میں قبول کیا تھا، ورنہ دل اس پر آمادہ نہیں تھا، صلح حدیبیہ ہی کے موقع پر چالیس مشرکین مکہ کے ایک جھنڈ نے مسلمانوں پر حملہ بول دیا، مسلمانوں نے انھیں گرفتار کرلیا؛ لیکن آپ ﷺ نے انھیں یوں ہی رہا کردیا کہ کہیں لوگ یہ نہ سمجھیں کہ مسلمانوں نے حرم کے احترام کو بھی پامال کرنا شروع کردیا ہے اور اس طرح یہ عربوں میں اسلام اور مسلمانوں کی بدنامی کا باعث نہ بنے۔

اس لئے حیاتِ محمدی کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ مسلمانوں کا کام محض جوش وجذباتیت پر مبنی نہ ہو، وہ کس قدر بھی مظلوم وستم رسیدہ ہوں اور ان کے حالات کتنے ہی ناگفتہ ہوں، فراستِ ایمانی اور حکمتِ نبوی کا دامن ان کے ہاتھوں سے چھوٹنے نہ پائے، وہ دنیا میں ہدایت کا مینار اور روشنی کا چراغ ہیں، کفر کی ظلمتیں اور اندھیرے کی نمائندہ طاقتیں ان سے برسرپیکار ہیں اور وہ انھیں ہر سطح پر نہ صرف مظلوم بنا کر رکھنا چاہتے ہیں؛ بلکہ انھیں ذلیل ورسوا بھی کرنے کے درپے ہیں، ایسی صورت میں ہماری انفرادی اور اجتماعی ناعاقبت اندیشی غیر معمولی نقصانات کا باعث بن سکتی ہے، دشمن کی طاقت، اس کے عزائم، اس کے مزاج اور اپنی صلاحیت وقوت کا اندازہ کئے بغیر جب ہم کوئی قدم اُٹھائیں گے تو ہوسکتا ہے کہ ہم دو چار افراد کو گرفتار کرلیں، ۲۵، ۵۰ کو قتل کردیں؛ لیکن یہی اقدام اُمت کی بہت سی عورتوں کے سہاگ لٹ جانے، بچوں کے یتیم ہونے، نوجوانوں کے زندگی سے محروم ہونے اور چند اشخاص کے لئے پورے ملک کے تباہ و برباد کردیئے جانے کا باعث ہو، ایسے مواقع کے لئے سیرتِ نبوی ﷺ کے کس پہلو کو اسوہ بنانا مناسب ہوگا یہ اہل علم و دانش اور اصحابِ فکرونظر کے سوچنے کی بات ہے!

☆☆ .... ☆☆

محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کی چوکیداری کرتے رہیں گے

پیر طریقت حضرت اقدس مولانا میاں مسعود احمد صاحب دین پور شریف کے حکم پر شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ۳؍جنوری ۲۰۲۵ء کو جامعہ مسجد بلال کوٹ سبزل میں جمعہ پڑھانے تشریف لائے، مسجد کا ہال اور صحن عشاقانِ ختم نبوت سے اٹا ہوا تھا۔ اس میں علماء کرام کی کثیر تعداد تھی۔ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا بیان ٹھیک ایک بجے شروع ہوگیا، آپ نے اپنے بیان میں فرمایا کہ ہماری قادیانیوں سے ذاتی لڑائی نہیں ہے، قادیانی آج مرزا غلام احمد قادیانی ملعون پر لعنت بھیج کر دامن محمدی سے وابستہ ہوجائیں تو ہم انہیں گلے لگانے کو تیار ہیں، ہم قتل وغارت گری کی اجازت نہیں دیتے، کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کا حق نہیں ہے، ہم اپنا کام قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے اور پُرامن انداز میں کررہے ہیں اور اسی طرح کرتے رہیں گے انشاء اللہ!۔ اللہ تعالیٰ تمام قادیانیوں کو اسلام کی دولت سے نوازے، آمین۔ حضرت کے ولولہ انگیز بیان کے بعد تمام مجمع نے پختہ عزم کرتے ہوئے ہاتھ لہرا کر کہا کہ جب تک جان میں جان باقی ہے محمد عربی ﷺ کی ختم نبوت کی چوکیداری کرتے رہیں گے اور قادیانیت کا تعاقب بھی جاری رکھیں گے۔ اس موقع پر حضرت مولانا میاں سہیل احمد صاحب دین پوری اور ضلعی مبلغ مولانا محمد سلطان بھی موجود تھے۔

دینی مدارس: اہمیت وافادیت

مولانا سرفراز احمد قاسمی

اس وقت پوری دنیا میں چھوٹے بڑے لاکھوں مدارس اور دینی ادارے قائم ہیں، اور شب وروز اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، ان اداروں کی خدمات و سرگرمیوں کا دائرہ بہت وسیع ہے، ہمارے ملک بھارت میں بھی ہزاروں کی تعداد میں یہ مدارس قائم ہیں اور اپنے اپنے حدود میں کام کررہے ہیں۔ مجھے یہ لکھنے میں بالکل کوئی جھجک نہیں ہے کہ ”تحریک مدارس“ پوری دنیا کی سب سے بڑی تحریک ہے جو انتہائی منظم انداز میں کسی رکاوٹ کی پرواہ کئے اپنا یہ سفر برسوں سے جاری رکھے ہوئے ہے اور انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔ جب یہ اتنی بڑی تحریک ہے تو اس پر وقفے وقفے سے سوالات بھی کئے جاتے رہے ہیں، کچھ سوالات تو وہ ہوتے ہیں جو اپنوں کی جانب سے کئے جاتے ہیں اور کچھ غیروں کی جانب سے، حالانکہ بارہا اس کا جواب دیا جاتا رہا ہے، لیکن سوالوں کا یہ سلسلہ ابھی تک برقرار ہے، اور شاید یہ آگے بھی قائم رہے۔ ہمارے یہاں سوالات کرنے والوں کا ایک بڑا طبقہ وہ ہے جو خود کو ”تعلیم یافتہ“ اور ”ماڈرن“ سمجھتا ہے، اسی لئے ان کی جانب سے گاہے بگاہے تنقیدوں کی بوچھاڑ ہوتی رہتی ہے، کبھی وہاں کے نظام وانصرام پر تنقید کی جاتی ہے، کبھی وہاں دی جانے والی تعلیم پر سوال کھڑے کئے جاتے ہیں تو کبھی وہاں پڑھنے اور پڑھانے والوں پر تیرونشتر کی بوچھاڑ کی جاتی ہے۔ ایسے میں ہمیں یہ جاننا بے حد ضروری ہو جاتا ہے کہ آخر یہ دینی مدارس کیا ہیں؟ یہ کیوں قائم کئے گئے ہیں؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ اور سب سے بڑی بات یہ کہ ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں یہ ادارے ہمارے سماج اور معاشرے کو کیا دے رہے ہیں؟ ظاہر ہے اس طرح کے سوالات اس لئے بھی اٹھائے جاتے ہیں کہ ہر سال ان اداروں پر کروڑوں، اربوں روپے خرچ ہوتے ہیں اور یہ رقم کسی حکومت کی جانب سے فراہم کیا جاتا ہے، بلکہ یہ قوم کا پیسہ ہوتا ہے جو مالدار اور دولت مندوں کے علاوہ غریب و مزدور کی جانب سے فراہم کی جاتی ہے، ایک غریب مسلمان اپنا پیٹ کاٹ کر اور ایک ایک روپے جوڑ کر، اپنے خون پسینے کی کمائی جمع کر کے ان اداروں پر خرچ کرتا ہے اور بغیر کسی دنیوی لالچ اور حرص کے خرچ کرتا ہے، ایسے میں اس طرح کے سوالوں کا اٹھنا کوئی بعید نہیں۔ حالانکہ ان مدارس اور اداروں کی خدمات اتنی واضح اور روشن ہیں کہ کسی سوال کی چنداں ضرورت نہیں، لیکن کچھ لوگوں کا دل ہے کہ مانتا نہیں، تو آیئے آج انھیں باتوں پر غور کرتے ہیں اور سب سے پہلے یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ آخر یہ مدارس کیا ہیں؟ اور یہ کیوں قائم کئے گئے ہیں؟

ہندوستان میں جب انگریز بہادر کی آمد ہوئی تو اس وقت یہاں مسلمانوں کی حکومت تھی، انگریز بہادر ایک منظم سازش کے تحت ملک ہندوستان میں تجارت کی غرض سے داخل ہوئے، اور پھر رفتہ رفتہ یہاں کے سیاہ وسفید کے مالک بن بیٹھے۔ بھارت میں اثر ورسوخ حاصل کرنے کے بعد یہاں کی ہر چیز پر قابض ہو گئے، ہندوستان کو عیسائی ملک بنانے کا منظم پلان اور منصوبہ تیار کرلیا، اس مشن کی تکمیل کے لئے وہ ہندوستان کے سیاسی، تعلیمی اور انتظامی امور میں مداخلت کرنے لگے، اور اپنی شاطرانہ وعیارانہ چالوں کے ذریعے کامیاب ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ جب انہوں نے منصوبے کے تحت، یورپ سے عیسائی پادریوں اور مسیحیت کے مبلغین کو بلایا پھر یہاں ان پادریوں کا سیلاب امڈ آیا، شہروں سے لے کر گاؤں تک عیسائیت کا جال بچھا دیا گیا اور یہ مبلغین ملک کے طول و عرض میں ہر طرف پھیل گئے۔ یہ لوگ صرف اپنے مذہب کے فضائل ومحاسن بیان کرنے پر اکتفا نہیں کرتے تھے، بلکہ ایسا لٹریچر شائع کرنے لگے جس میں ہندوستان بھر کے مذاہب بالخصوص مذہب اسلام کی تعلیمات کا مذاق اڑایا

جاتا تھا۔ پیغمبر اسلام ﷺ، مسلم بادشاہوں اور بزرگوں کی توہین و تذلیل کی جاتی تھی، یہ سلسلہ جاری تھا کہ 1834ء میں چرچ آف انگلستان کا ایک مشہور مبلغ، ڈاکٹر سی جی فینڈر، ہندوستان آیا یہ ایک جرمن نژاد پادری تھا اور انگلش کے علاوہ عربی و فارسی دونوں زبانوں میں تقریر و تحریر پر مہارت رکھتا تھا، اس نے اسی سال فارسی زبان (جو اس وقت ہندوستان کی قومی زبان تھی) میں اسلام کی تردید میں ایک کتاب شائع کی جس کا نام ”میزان الحق“ تھا۔ ایک طرف تو یہ سرگرمیاں جاری تھیں اور دوسری جانب بڑے پیمانے پر ”تحریک اسکول“ چلائی جارہی تھی، بڑی تعداد میں اسکول و کالج کھولے جارہے تھے، پیسوں اور ملازمتوں کا لالچ دے کر مسلمانوں کو ایسی تعلیم پانے پر مجبور کیا جانے لگا، ان اسکولوں میں ایسا نصاب پڑھایا جاتا تھا جس سے اسلامی عقائد پر کاری ضرب لگ سکے۔ 1835ء میں ہی ایک تعلیمی نظام مرتب کیا گیا، لارڈ میکالے جو انگریزی حکومت کا وزیر تعلیم تھا، اس نے اپنے نئے تعلیمی نظام کو متعارف کراتے ہوئے یہ بیان جاری کیا کہ ”ہم اس تعلیمی نظام کے ذریعے ایک ایسی نسل تیار کرنا چاہتے ہیں جو رنگ و نسل کے لحاظ سے تو ہندوستانی ہو مگر فکر و عمل کے اعتبار سے عیسائیت کے سانچے میں ڈھلی ہو۔“ یہ تعلیمی نظام چونکہ مسلمانوں کی مذہبی زندگی کے سخت خلاف تھا، اسی لئے مسلمان ابھی اپنے مذہبی تشخص اور قومی شعور کو بیدار رکھنے کی کوئی مؤثر تدابیر سوچ بھی نہیں سکے تھے کہ اس دوران 1857ء کی جنگ چھڑ گئی، اور مسلمانوں نے انگریزی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا، مگر اس میں ناکامی ہاتھ لگی، جس کی بے پناہ تباہ کاریوں نے دلوں کو ہیبت زدہ، دماغوں کو ماؤف اور حوصلوں کو پست کر دیا۔ مسلمانوں کے 800 سو سالہ اقتدار اور شان و شوکت کا خاتمہ ہو چکا تھا، مسلمان ذریعۂ معاش سے یکسر محروم کر دیئے گئے، ان کی جائیدادوں کو ضبط کر لیا گیا، اوقاف کی وہ قیمتی جائیدادیں جن سے ہندوستان کی مسلم حکومت، مدارس کا بھرپور تعاون کرتی تھی، اور انھیں جائیدادوں پر مدارس کا انحصار تھا، انگریزی دورِ حکومت میں ان کو بھی ضبط کر لیا گیا، جس سے مسلمانوں کے سینکڑوں سال کا تعلیمی نظام درہم برہم اور برباد ہو گیا۔

برطانوی پارلیمنٹ کے ”برک“ نامی ایک ممبر نے پارلیمنٹ میں اپنی جو یادداشت پیش کی تھی، اس میں لکھا ہے کہ ”ان مقامات میں جہاں علم کا چرچا تھا اور جہاں دور دور سے علم کے متلاشی حصولِ علم کے لئے آتے تھے، آج وہاں علم کا بازار ٹھنڈا پڑ گیا ہے۔“ دہلی شہر جو کئی سو برسوں سے اسلامی علوم و فنون اور تحقیق و تدقیق کا مرکز تھا، جہاں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے علم حدیث کا ایک بہترین باغ لگایا تھا۔ وہ اسی انقلاب 1857ء میں اجڑ گیا اور ہزاروں علمائے کرام اس میں شہید کر دیئے گئے، انگریزی حکومت کی تائید و حمایت سے ملک کے طول و عرض میں ”مسیحی تبلیغ“ کے جو ادارے قائم کئے گئے تھے اٹھارہ سو ستاون کے انقلاب کے بعد اس میں توسیع کر دی گئی۔ عیسائی پادری کھلے عام، بازاروں، میلوں اور عام مجمع میں اسلام اور صاحبِ شریعت سرکارِ دو عالم ﷺ پر تنقید و اعتراض کرنے لگے، جس کی وجہ سے ارتداد کا بازار خوب گرم ہو گیا“ (تفصیلات کے لئے دیکھئے، مسلمانوں کا نظامِ تعلیم و تربیت از مولانا مناظر احسن گیلانیؒ)

جب صورتحال یہ ہو گئی تو اس وقت جو علماء بچ گئے تھے اب ان کو اس بات کی فکر دامن گیر ہوئی کہ اگر اس پر قابو پانے کی تدابیر اختیار نہ کی گئیں تو ملک سے مسلمانوں کا صفایا کر دیا جائے گا، کیونکہ انگریزوں کے مقابل مسلمان ہی تھے جن سے انگریزوں نے آٹھ سو سالہ حکومت چھینی تھی، اسی لئے انگریزوں نے اپنے ظلم و ستم کا خاص نشانہ مسلمانوں کو بنایا، بے شمار لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور وحشیانہ طور پر پھانسی پر لٹکا دیا گیا، اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی گئی کہ اب ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کا کوئی مستقبل نہیں۔ لیکن خدا کی قدرت کہ بچے کھچے علماء کرام کی ٹیم نے پھر سے عزم کیا، اور اسلام و مسلمانوں کے تحفظ کے لئے سرگرم ہو گئے۔ اسی سرگرمی اور جدوجہد کے نتیجے میں 30رمئی 1866ء پندرہ محرم الحرام، سہارنپور، یوپی کے ایک چھوٹے سے قصبہ ”دیوبند“ میں، قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے اپنے رفقاء کے ساتھ انتہائی سادگی اور بغیر کسی رسمی تقریب اور نمائش کے ایک مدرسہ یعنی ”دارالعلوم دیوبند“ کی بنیاد ڈالی، عملی طور پر یہاں سے ”تحریک مدارس“ کا آغاز کر دیا گیا، جس کو آج ام المدارس کہا جاتا ہے، اور پوری دنیا میں جس کی ہزاروں شاخیں قائم ہیں، کوئی تصور نہیں کرسکتا تھا کہ صرف ایک استاذ اور ایک شاگرد سے شروع ہونے والا یہ ادارہ پوری دنیا

میں کیسے انقلاب برپا کرے گا؟ لیکن اللہ تعالیٰ کی شان ہے وہ جس سے چاہتا ہے اور جب چاہتا ہے کام لے لیتا ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں۔

بانی دارالعلوم حضرت مولانا قاسم نانوتویؒ جن کے پاس پہننے کے لئے ایک دو جوڑے سے زیادہ کپڑے بھی نہیں تھے، انھوں نے آخر کیوں دارالعلوم قائم کیا؟ اور کیوں اتنی بڑی تحریک چلائی؟ حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ:

”بانی دارالعلوم دیوبند مولانا قاسم نانوتویؒ نے انگریز کے تعلیمی نظام کے مقابلے کے لئے دارالعلوم کی بنیاد ڈالی، جس کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس ادارے سے ایسے نوجوان اور ایسے افراد تیار کرنا ہے جو رنگ ونسل کے اعتبار سے تو ہندی وسندھی، ایرانی وافغانی اور خراسانی و ترکستانی ہوں لیکن روح وفکر کے لحاظ سے وہ اسلامی ہوں۔“ (دیکھئے مثالی شخصیات)

اوپر کی تحریر اور اقتباس سے یہ تو سمجھ میں آ گیا ہوگا کہ آخر ان دینی اداروں کے قیام کا مقصد کیا ہے؟ بعض لوگوں کا اعتراض یہ بھی ہے کہ مدارس اور دینی ادارے پہلے کیوں نہیں تھے اب کیوں ہیں؟ ان کے جواب کے لئے حضرت قاری صدیق احمد باندویؒ کا یہ اقتباس پیش خدمت ہے، وہ رقم طراز ہیں کہ:

”حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد اس وقت صرف مدینہ منورہ میں ۶ عظیم الشان درس گاہیں تھیں۔ سب سے بڑی درس گاہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کی تھی، آپ بہت بڑی عالمہ فاضلہ تھیں، ۹ سال رسول خدا ﷺ کے نکاح میں رہیں، حضور اکرم ﷺ کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال تھی، اسی نو سال کے درمیان بڑے بڑے علوم حاصل کئے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کا بیان ہے کہ جب کبھی صحابہ کرامؓ کو کسی مسئلہ میں مشکل پیش آتی اور وہ حل نہ ہوتی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کرتے تو ان کے پاس ضرور ان کا حل نکل آتا۔ دوسری درس گاہ حضرت زید ابن ثابتؓ کی تھی، آپ اتنے بڑے عالم تھے کہ جس وقت سوار ہوتے تھے تو حضرت ابن عباسؓ جیسے جلیل القدر عالم ان کی رکاب تھام لیتے تھے، جس وقت ان کا انتقال ہوا اور قبر میں رکھے گئے، تو ابن عباسؓ نے فرمایا کہ علم یوں جاتا ہے آج علم کا بہت بڑا حصہ دفن ہو گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے باوجود اپنی جلالت علمی کے، فرمایا کہ آج امت کا عالم اٹھ گیا ہے۔ تیسری درس گاہ حضرت ابو ہریرہؓ کی تھی جن کے پاس آٹھ سو طلبہ زیر تعلیم تھے۔ چوتھی درس گاہ حضرت جابر ابن عبداللہؓ کی تھی، ان کا حلقہ درس خاص مسجد نبوی میں تھا۔ پانچویں درس گاہ حضرت ابوسعیدؓ کی تھی۔ چھٹی درسگاہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ کی تھی، جنھوں نے ۶۰ برس تک حدیث کی اشاعت کی۔ اس کے علاوہ مکہ مکرمہ میں حضرت ابن عباسؓ تعلیم دیتے تھے اور علمی تبحر کی بنا پر ان کو بحر العلوم یعنی علم کا دریا کہا جاتا تھا۔“ (ملاحظہ ہو فضائل علم والعلماء)

یہ بات بھی ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ خود سرکار دو عالم ﷺ کے زمانے میں دو ادارے ”دار ارقم“ اور ”صفہ“ کے نام سے قائم تھے جس کی نگرانی خود آپ ﷺ فرماتے تھے۔ اب یہ سوال کہ مدرسہ کیا ہے؟ اس کی حقیقت کیا ہے؟ اس کا جواب جاننے کے لئے، مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ کا ایک معروف اقتباس یہاں کافی ہوگا، فرماتے ہیں کہ:

”مدرسہ سب سے بڑی کارگاہ ہے، جہاں مردم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے، جہاں دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں، مدرسہ عالم اسلام کا وہ بجلی گھر (پاور ہاؤس) ہے جہاں سے اسلامی آبادی بلکہ انسانی آبادی میں بجلی تقسیم ہوتی ہے، مدرسہ وہ کارخانہ ہے جہاں قلب و نگاہ ڈھلتے ہیں، مدرسہ وہ کائنات ہے جہاں سے پوری کائنات کا احتساب ہوتا ہے اور پوری انسانی زندگی کی نگرانی کی جاتی ہے، جہاں کا فرمان پورے عالم پر نافذ ہے، عالم کا فرمان اس پر نافذ نہیں، اس کا تعلق براہ راست نبوت محمدی ﷺ سے ہے جو عالمگیر بھی ہے اور زندہ جاوید بھی، اس کا تعلق اس انسانیت سے ہے جو ہر دم جواں ہے، اس زندگی سے ہے جو ہمہ وقت رواں دواں ہے ہر دور اور ہر زمانے میں اس نے اہم رول ادا کیا ہے۔“ (ماہنامہ اذانِ بلال، آگرہ)

ایک دوسری جگہ رقم فرماتے ہیں کہ:

”دینی مدرسے کے بارے میں میرا نقطۂ نظر بہت سے ان بھائیوں اور پڑھے لکھے دوستوں سے مختلف ہے جو مدرسوں سے واقفیت کا دعویٰ رکھتے ہیں یا اس سے تعلقات رکھتے ہیں، میں مدرسے کو پڑھنے پڑھانے اور پڑھا لکھا انسان بنانے کا کارخانہ نہیں سمجھتا، میں مدرسے کی اس حیثیت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں،

میں اس سطح پر آنے کو تیار نہیں ہوں کہ مدرسہ اسی طریقہ سے پڑھنا لکھنا سکھانے یا یوں کہنا چاہیے کہ پڑھنے لکھنے کا ہنر سیکھنے کا ایک مرکز ہے، جیسے کہ دوسرے اسکول اور کالج ہیں، میں مدرسے کو نائبین رسول اور خلافت الٰہی کا فرض انجام دینے والے اور انسانیت کو ہدایت کا پیغام دینے والے اور انسانیت کو اپنا تحفظ و بقا کا راستہ دکھانے والے افراد پیدا کرنے والوں کا ایک مرکز سمجھتا ہوں، میں مدرسہ کو آدم گری اور مردم سازی کا ایک کارخانہ سمجھتا ہوں، جس طرح فیکٹریاں ہوتی ہیں، مختلف قسم کی، کوئی گن فیکٹری ہوتی ہے، کوئی شوگر فیکٹری ہوتی ہے، کوئی کسی اور قسم کی مشین ڈھالتی ہے، ہیوی الیکٹرک کے سامان پیدا کرنے کے بہت سے کارخانے ہیں، ہم ان کی بہت قدر کرتے ہیں، ہم ان کی ملک میں ضرورت تسلیم کرتے ہیں، ہم ان کی تحقیر نہیں کرتے، لیکن چیزوں کے مختلف درجے ہوتے ہیں، مدرسہ اس طرح کے پڑھے لکھے آدمی پیدا کرنے کا مرکز نہیں، مدرسہ ایسے لوگوں کے پیدا کرنے کا مرکز ہے جن کا ابھی آپ کے سامنے ذکر کیا گیا۔ یہ الگ بات ہے کہ مدرسہ ایسا کر رہا ہے یا نہیں؟ اور ہر مدرسہ یہ کرنا چاہتا ہے یا نہیں؟ اس کا اس اصولی بحث سے کوئی تعلق نہیں، میں مدرسہ کے ایک خادم کی حیثیت سے اور مختلف مدارس سے تعلق رکھنے والے کی حیثیت سے اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ بہت سے مدارس یہ فرض انجام دینے سے قاصر ہیں یا قاصر ہو گئے ہیں، پہلے یہ فرض وہ انجام دیا کرتے تھے، اب یہ فرض وہ انجام نہیں دے رہے ہیں کیوں؟ لیکن مدرسے کو کیا فرض انجام دینا چاہیے، مدرسہ کا فرض کیا ہے؟ مدرسہ کے سپرد کون سا کام کیا گیا ہے؟“

(پاجا سراغ زندگی)

درج بالا اقتباس اور اوپر کی تحریروں سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ مدرسہ کیا ہے، اسے کیوں قائم کیا گیا؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ مدرسہ کس چیز کا نام ہے؟ حضرت حکیم الاسلام قاری محمد طیب قاسمی صاحبؒ، مدارس دینیہ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ایک جگہ رقم طراز ہیں کہ:

”آج جو مدارس و مکاتب قائم کئے جا رہے ہیں، یہ دراصل انسانی خصوصیت کو اجاگر کیا جا رہا ہے، انسان کی افضلیت کو برقرار رکھنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے، اگر یہ مدارس قائم نہ کئے جائیں، یہ جامعات قائم نہ کی جائیں اور تعلیم نہ دی جائے اور فرض کیجئے کہ تعلیم مٹ گئی تو انسانیت مٹ گئی، یہ تعلیم و تعلم کا سارا جھگڑا انسان کی بقا کے لئے ہے کیونکہ یہ ان کی خصوصیت ہے، دینی اداروں کا قائم ہونا یہ ایک سعادت ہے اور مبارک علامت ہے، یہ انسانیت کے برقرار رکھنے کا ایک اہم سلسلہ ہے یہ جتنا مضبوط ہوگا، انسانیت اتنی ہی مضبوط اور مستحکم ہوگی، جتنی نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ تعلیم دی جائے گی اتنا ہی فی الحقیقت آدمیت کو اونچا بنایا جائے گا۔ خلاصہ یہ ہے کہ مدارس بقائے انسانیت کا اہم ذریعہ ہیں۔“

(ملاحظہ ہو خطبات حکیم الاسلام جلد دوم)

بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ مدارس کا کوئی تذکرہ قرآن و حدیث میں ہے ہی نہیں، پھر کیونکر اس پر اتنی توجہ دی جا رہی ہے؟ اور گاؤں سے لے کر شہروں تک میں اس کا جال بچھایا جا رہا ہے؟ اس کے جواب کے لئے ہم یہاں حضرت مولانا علی میاں ندویؒ کا ایک اقتباس نقل کر رہے ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ:

”اگر پوچھا جائے کہ قرآن کریم میں سب کچھ ہے، اس میں ہر طرح کے علوم و فنون ہیں، ہر طرح کے حقائق ہیں، کیا مدارس اور جامعات کا بھی اس میں کہیں تذکرہ ہے؟ ہم نے جہاں تک مطالعہ کیا کہیں نام نہیں دیکھا، نہ جامعہ کے نام سے کوئی چیز ہے اور نہ مدرسے کے نام سے، یہ مدرسے کہاں سے آئے؟ اور کب سے آئے؟ یہ کہاں سے نکالے گئے؟ کیسے ان کو قائم کیا گیا؟ اور یہ دانش گاہیں اور جامعات کب سے قائم ہو گئے؟ یہ تعلیم و تعلم کے مراکز یہ کتابوں کا مطالعہ، ان میں جو مخصوص علوم ہیں قرآن فہمی کے لئے، حدیث کے لئے، ان کا پڑھنا، ان میں سالہا سال لگا لینا، خود کو اس کے لئے وقف کر دینا اور یکسو ہو جانا، اپنے گھروں پر نہ کمائی کرنا اور نہ کوئی دوسرا فن سیکھنا یا کسی دوسری مشغولیت میں خود کو وقف کر دینا، اس کا قرآن مجید میں کہاں ذکر آیا ہے؟ تو ایسے لوگوں سے ہم کہیں گے اپنے مطالعے کی بنا پر اور قرآن مجید سے جو توفیق الٰہی سے فہم حاصل ہوا ہے اس کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس آیت سے مراد مدارس و جامعات ہیں، جس کا مفہوم یہ ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

”یہ بات تو آسان اور ممکن نہیں ہے اور ہر جگہ قابل عمل نہیں ہے کہ اہل ایمان سب کے سب کھڑے ہو جائیں، اپنے سب کام کاج چھوڑ دیں اور اپنے تمام مشاغل ترک کر دیں لیکن ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ ان میں سے ہر جماعت اور ہر گروہ میں سے ایک جماعت اور ایک گروہ کھڑا

ہو جاتا تاکہ وہ دین میں سمجھ حاصل کرے، اور جب دین کا ضروری علم یہ لوگ حاصل کر لیتے اور ان کو علم ہو جاتا تو پھر وہ اپنی قوم کو ڈرائیں جب وہ ان کے پاس واپس جائیں، تاکہ وہ لوگ احتیاط کرنے لگیں اور ڈرنے لگیں۔‘‘ (التوبہ:122)

اس آیت میں صاف صاف دینی مدارس اور جامعات کی تعریف کی گئی ہے اور اس کے فوائد و مقاصد کو بیان کیا گیا ہے۔

(ملت اسلامیہ کا مقام اور پیغام)

دینی اداروں اور عصری اداروں کی تعلیم میں فرق ہے؟ اور کیوں ان دونوں کے مقاصد ایک جیسے نہیں ہیں؟ اس بارے میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کا ایک اقتباس یہاں پیش ہے، فرماتے ہیں کہ:

’’ہم انگریزی پڑھنے کو بالکل منع نہیں کرتے، مگر جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ غلط ہے، ایک بچہ انگریزی پڑھتا ہے تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ نماز وغیرہ تو مدرسے میں جو طالب علم پڑھتے ہیں ان کا کام ہے، روزہ رکھنا ان کا کام ہے، ان کو ان چیزوں سے، اسلامی وضع قطع سے نہ کوئی دلچسپی ہے اور نہ وہ اپنے لئے اس کو ضروری سمجھتے ہیں۔ بلکہ وہ اپنے لئے یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ان تعلیمات کی مخالفت کریں، اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اپنی نسبت سمجھتے ہیں کہ لوگ ہم کو دقیانوسی اور قدیم خیال کا آدمی تصور کریں گے۔ یہ ساری برائیاں ہیں، یہ برائیاں اسکول و کالج سے تو دفع ہونے کی نہیں، لیکن کسی مجبوری کے تحت جب ہمارے بچے ان جگہوں میں پڑھتے ہیں تو ان کی ذہنی تربیت کا انتظام کرنا چاہیے۔‘‘

(حیات ابو المآثر جلد1)

اس اقتباس سے بھی آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ دینی مدارس کے مقابلے میں عصری تعلیم گاہیں کس قدر ’’روشن خیالی‘‘ کی راہ پر گامزن ہیں اور وہاں پڑھنے والی ہماری اولادیں کون سی تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟ تعلیم کے نام پر انھیں کیا فراہم کیا جا رہا ہے؟ اور ان کی ذہنی تربیت کس رخ پر کی جا رہی ہے؟ اوپر جتنے بھی اقتباس نقل کئے گئے وہ سب کے سب علمائے دین اور اہل علم حضرات سے متعلق ہے، کچھ لوگوں کے دل میں شاید یہ خیال بھی پیدا ہوگا کہ یہ سب تو عالموں کے خیالات ہیں، تو آئیے ذرا دیکھتے ہیں کہ غیر عالم کا دینی مدارس کے بارے میں کیا موقف ہے؟ ایک اقتباس ہم یہاں شاعر مشرق علامہ اقبالؒ کا نقل کر رہے ہیں، یہ وہ شخص ہیں جنھوں نے اپنی پوری زندگی میں کبھی بھی دینی اداروں کا رخ نہیں کیا اور نہ وہاں کوئی تعلیم حاصل کی، کالج و یونیورسٹی کی فضا میں پلنے اور بڑھنے والے اس مفکر کی نگاہ میں مدارس اور دینی اداروں کی اہمیت کیا ہے؟ وہ لکھتے ہیں کہ:

’’ان مکتبوں اور مدرسوں کو اسی حالت میں رہنے دو، غریب مسلمانوں کے بچوں کو انھیں مدارس میں پڑھنے دو، اگر یہ ملّا اور درویش نہ رہے تو جانتے ہو کیا ہوگا؟ جو کچھ ہوگا میں انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں، اگر ہندوستانی مسلمان ان مدرسوں کے اثر سے محروم ہو گئے تو بالکل اسی طرح ہوگا جس طرح اندلس (اسپین) میں مسلمانوں کی آٹھ سو برس کی حکومت کے باوجود آج غرناطہ اور قرطبہ کے کھنڈرات اور الحمراء کے نشانات کے سوا اسلام کے پیروؤں اور اسلامی تہذیب کے آثار کا کوئی نقش نہیں ملتا، ہندوستان میں بھی آگرہ کے تاج محل اور دلی کے لال قلعہ کے سوا مسلمانوں کی آٹھ سو سالہ حکومت اور ان کی تہذیب کا کوئی نشان نہیں ملے گا۔‘‘

(دینی مدارس ماضی حال اور مستقبل)

یہ کسی عالم اور کسی خانقاہ میں بیٹھ کر لوگوں کی رشد و ہدایت کا فریضہ انجام دینے والے کسی اللہ والے کا تاثر نہیں، یہ ایک ’’مسٹر‘‘ کی سوچ ہے ان کی دور اندیشی ہے اور ان کی یہ فکر ہے جنھوں نے تقریباً پوری دنیا کی سیر کی ہے اور جی بھر کر دنیا کے حالات سے واقفیت حاصل کی ہے، جنھوں نے کبھی کسی مدرسے کی کسی کمیٹی یا اس کے کسی انتظام و انصرام میں کوئی حصہ نہیں لیا لیکن اس کے باوجود ان کا یہ خیال اور ان کی یہ سوچ بہت سے مسٹروں اور دینی اداروں پر طعن و تشنیع کرنے والے، ماڈرن تعلیم یافتہ کہلانے والے، مدارس کے ’’نادان دوستوں‘‘ کے لئے لائق تقلید

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کو ان کے والد گرامی کی نصائح

1:.......علمی ابحاث میں کسی سے مت جھگڑنا۔

2:.......اپنے قول و فعل سے کبھی کسی کو تکلیف مت پہنچانا۔

3:.......ہمیشہ حق بات کا اعتراف کرنا، چاہے وہ کہیں بھی ہو اور کسی کی بھی طرف سے ہو۔

(محاضرات علمی۔ شخصیات۔ ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ، ص:32)

انتخاب:.... ابوالحسین محمد قاسم

ہے، اور لمحہ فکریہ بھی، جو لوگ آج بھی یہ کہتے ہیں کہ دینی مدارس سے سماج اور معاشرے کا کوئی فائدہ نہیں، ان کو بند کر دینا چاہئے یا مدارس کے نصاب ونظام میں تبدیلی ہونی چاہئے اور زمانے کے ساتھ ان دینی اداروں کو چلنا چاہئے، ایسے لوگوں کو بار بار یہ اقتباس پڑھنا چاہئے اور غور وفکر کرنا چاہئے، کچھ لوگوں کو یہ بھی اعتراض ہے کہ اب مدارس میں پہلے جیسے علماء تیار نہیں ہوتے تو پھر ان مدارس کا کیا فائدہ؟

مفتی اعظم ہند حضرت مفتی محمود حسن گنگوہیؒ سے ایک صاحب نے (جن کے والد بڑے نیک دل تھے) سوال کیا کہ حضرت! اب پہلے جیسے علماء کیوں نہیں ہوتے؟ یعنی حضرت تھانویؒ اور دیگر بڑے علماء کے جیسے، تو حضرت مفتی صاحبؒ نے ان سے فرمایا کہ پہلے تو تم یہ بتلاؤ کہ تم اپنے والد کے جیسے کیوں نہیں ہو؟ تمہارے والد تو ایسے ایسے تھے تم ایسے کیوں نہیں؟ پھر اس کے بعد فرمایا کہ جیسے پہلے استاذ ہوتے تھے ویسے ہی ان کے شاگرد ہوتے تھے، اب مجھ جیسا استاذ ہے تو شاگرد بھی مجھ جیسا ہی ہوگا، نیز پہلے کے لوگ خون، پسینہ ایک کر کے صرف جائز طریقے سے ہی پیسے کماتے تھے اور حرام سے اجتناب کرتے تھے، اسی خالص اور حلال کی کمائی سے اخلاص کے ساتھ چندہ دیتے تھے وہ طلبہ پر خرچ ہوتا تھا، اس لئے اس کے اثرات اچھے نمودار ہوتے تھے، اور بہترین علماء تیار ہوتے تھے، اور اب لوگوں میں حلال وحرام کی تمیز نہیں رہی بس مال کے پیچھے پڑے ہیں کسی طرح ملنا چاہئے، گو حرام ہی ہو، اسی سے چندہ دیتے ہیں اور اگر حلال کمائی ہوتی بھی ہے تو اس میں عام طور پر اخلاص نہیں ہوتا، وہی طلبہ پر خرچ ہوتا ہے پس جیسا مال ویسے ہی اس کے اثرات ظاہر ہو رہے ہیں۔“

(ملفوظات فقیہ الامت، جلد 2)

اوپر کی ان سطروں سے ہمیں یہ تو سمجھ میں آ گیا کہ آج کے اس گئے گزرے زمانے میں مدارس ومکاتب کا وجود غنیمت ہے، ہمیں اس کی قدر کرنی چاہئے، ان کی اہمیت وافادیت سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں، آج جبکہ ملک کے حالات ناگفتہ بہ ہوتے جا رہے ہیں، دینی مدارس حکومت کے نشانے پر ہیں اور حکومت مسلمانوں کے ان اداروں کو ختم کرنے کا مکمل پلان بنا چکی ہے، ایسے میں ہماری ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے کہ ہم پہلے سے زیادہ مزید قوت کے ساتھ ان اداروں کا دفاع کریں اور اس کی بقا کے لئے ہر ممکن کوشش کریں، یہ ادارے ہمارے سماج اور معاشرے کو روحانی غذا فراہم کر رہے ہیں، رب کریم دنیا بھر کے تمام چھوٹے بڑے اداروں کی حفاظت فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

☆☆ .... ☆☆

تحفظ ختم نبوت وفہم دین کورس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سنجر پور ضلع رحیم یار خان کے تحت قاری مجیب الرحمٰن صاحب کی زیر نگرانی جامع مسجد غوثیہ سنجر پور چک ۳۲ شرقی میں جو کہ قادیانیت کے فتنہ سے شدید متاثرہ علاقہ ہے، مدارس، اسکول، کالج اور یونیورسٹیز کے ٹیچرز، طلبا وطالبات، عوام الناس، ڈاکٹرز حضرات، تاجر، زمینداروں کے لئے ۲۲ تا ۲۴ردسمبر ۲۰۲۴ء بروز ہفتہ، اتوار، پیر کو ”تحفظ ختم نبوت وفہم دین کورس“ منعقد کیا گیا۔ جس میں عقیدۂ ختم نبوت، اس کی اہمیت اور امت مسلمہ کی ذمہ داری، رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام، ظہورِ امام مہدی علیہ الرضوان، مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیت کے کفریہ عقائد، قادیانیوں اور عام کافروں میں فرق، دورِ حاضر کے موجودہ فتنے، ان کے کفریہ اور گمراہ کن عقائد، اس کے علاوہ نکاح، طلاق وخلع جیسے اہم موضوعات پر تین دن عالمی مجلس تحفظ ختم کے مرکزی راہنما حضرت مولانا محمد راشد مدنی، مولانا محمد سلطان مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع رحیم یار خان نے لیکچرز دیئے۔ جس میں سینکڑوں کی تعداد میں خواتین وحضرات نے شرکت کی اور پروگرام کے آخر میں کورس کے تمام شرکاء میں جماعت کی طرف سے لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ علاوہ ازیں جامع مسجد کریمیہ ضلع رحیم یار خان شیخ واہن میں بھی ۲۸ تا ۳۰ردسمبر ۲۰۲۴ء کو شعورِ ختم نبوت کورس منعقد کیا گیا۔ جس میں سینکڑوں کی تعداد میں خواتین وحضرات نے شرکت کی۔ ۳۱ردسمبر بروز منگل کو جن خواتین وحضرات نے کورس میں شرکت کی تھی، ان میں اعزازی اسناد تقسیم کی گئیں جس میں مولانا حسین احمد مدنی جنرل سیکریٹری جمعیت علماء اسلام رحیم یار خان، قاری اظہر اقبال رحیمی، مولانا صدیق رحمانی شامل ہیں۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

یکم، ۲/دسمبر ۲۰۲۴ء جامعہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر میں ''التصریح بما تواتر فی نزول المسیح'' کے اسباق ہوئے۔

خطبہ جمعہ:

۱۳/دسمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد بلال جتہ خیل میں مولانا جنید احمد کی دعوت پر دیا۔ انتظام وانصرام حاجی محمد اسلم نے کیا۔ جمعۃ المبارک کے اجتماع میں تقریباً ایک ہزار سے زائد نمازیوں نے شرکت کی۔

جامعہ معراج العلوم عیسک خماری کے مہتمم مولانا عبدالقدوس مدظلہ نے تین مدارس کے طلبا اور اساتذۂ کرام کو اپنے مدرسہ میں اکٹھا کیا۔ طلبا تقریباً ایک ہزار سے زائد ہوں گے۔ طلبا میں ختم نبوت کورس چناب نگر کی دعوت چلائی۔ ۵۰ سے زائد طلبا نے شرکت کا ارادہ کیا۔ عیسک خماری کرک سے ۵۰ کلومیٹر کے فاصل پر ہے۔ حاجی محمد اسلم کی رفاقت حاصل رہی۔ جامعہ معراج العلوم میں نو اساتذۂ کرام کی نگرانی میں اڑھائی سو طلبا تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ جامعہ کا سنگ بنیاد ۱۹۸۱ء میں رکھا گیا۔

حرا پبلک اسکول اینڈ کالج بنوں:

بنوں میں ۱۴ اسکولوں کے طلبا اور کالج کے اسٹوڈنٹس کا ختم نبوت کے عنوان پر تقریری مقابلہ ہوا۔ صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ نے کی، سینکڑوں طلبا اور دسیوں ٹیچرز حضرات نے شرکت کی، ۱۹ طلبا نے تقریر کی، ۹ افراد کو اعزازی سند دی گئی۔ حرا پبلک اسکول اینڈ کالج کے پرنسپل جناب محمد نعیم کو اعزازی سند کے علاوہ ختم نبوت شیلڈ بھی دی گئی۔ سندات محمد اسماعیل شجاع آبادی کے ہاتھوں دلوائی گئیں۔ صبح گیارہ سے ڈیڑھ بجے تک سینکڑوں طلبا اور اساتذۂ کرام نے تقریب میں دلچسپی اور توجہ کے ساتھ شرکت کی۔ چالیس ٹیچرز، ۱۶ علمائے کرام نے بھی شرکت کی۔

مدرسہ مظاہر العلوم عیسیٰ خیل بنوں:

اس مدرسہ میں درجہ سادسہ تک ۳۵۰ سے زائد طلبا زیر تعلیم ہیں۔ مولانا شفیع الرحمن مہتمم و بانی ہیں۔ دعوت و تبلیغ کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں، ظہر کی نماز کے بعد تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔ چالیس سے زائد طلبا نے کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

مدرسہ دارالہدیٰ میرا خیل، بنوں:

یہ مدرسہ بنوں کے بڑے مدارس میں سے ایک ہے۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام کلاسیں ہوتی ہیں، رہائشی و غیر رہائشی طلبا کی تعداد تقریباً ۶۰۰ ہے۔ راقم نے مغرب کی نماز کے بعد ۱۴/دسمبر ۲۰۲۴ء کو آدھ گھنٹے سے زیادہ بیان کیا۔ مذکورہ بالا تینوں پروگرام بنوں مجلس کے امیر مولانا مفتی عظمت اللہ کی نگرانی میں ہوئے۔

سرائے نورنگ:

۱۴/دسمبر ۲۰۲۴ء شام کو سفر کر کے بنوں سے سرائے نورنگ آئے، رات آرام و قیام جامع مسجد اڈے والی کے حجرہ میں کیا۔ مسجد ہذا کے امام و خطیب ہمارے سرائے نورنگ مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم مدظلہ کے برادر خورد مولانا عبدالحمید مدظلہ ہیں۔ ۱۵/دسمبر کو جماعتی ساتھی جناب دلاور شاہ کے بھائی حاجی نور علی شاہ کی وفات پر ان کے خاندان سے تعزیت کا اظہار کیا، نیز مختصر بیان بھی ہوا۔ نیز جماعتی معاون محمد بلال کی دادی صاحبہ کے انتقال پر محمد بلال اور ان کے خاندان کے احباب سے تعزیت کی اور مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔ جمعیت علماء اسلام کے لکی مروت سے سابق ایم این اے جناب حاجی امیر نواز خان، سابق ایم پی اے منور خان کی والدہ محترمہ کے انتقال پر ان کے فرزندان گرامی سے تعزیت کا اظہار کیا۔ ان مرحومین کے لئے دعائے مغفرت میں مولانا محمد ابراہیم ادہمی، صاحبزادہ امین اللہ جان اور ماسٹر محمد عمر اور دلو خیل لکی مروت کے جماعتی ذمہ دار مولانا قدرت اللہ سلمہ بھی شامل تھے۔

سرائے نورنگ کے دو مدارس میں بیانات ہوئے، مدرسہ تعلیم الاسلام سٹی نورنگ کا قدیمی مدرسہ ہے۔ مجلس کے امیر مولانا عبدالغفار، ناظم اعلیٰ مولانا عبدالرحیم مدظلہ اسی مدرسہ کے

استاذ الحدیث ہیں جبکہ مہتمم حاجی حسین احمد، شیخ الحدیث مولانا حسین احمد مدظلہ ہیں۔ صبح ساڑھے نو بجے طلبا اور اساتذۂ کرام میں بیان ہوا، ۱۵ ساتھیوں نے نام لکھوائے۔

مدرسہ دارالہدیٰ، لکی روڈ:

مدرسہ کے مہتمم مولانا عبدالصبور نقشبندی مدظلہ ہیں، مجلس کے راہنما مولانا مفتی ضیاء اللہ یہاں استاذ الحدیث ہیں۔ دورۂ حدیث شریف تک اسباق ہوتے ہیں۔ گیارہ سے ساڑھے گیارہ بجے تک بیان ہوا، یہاں بیس پچیس ساتھیوں نے نام لکھوائے۔

جامعہ عثمانیہ لکی مروت:

مولانا عبدالمتین جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق، مولانا شیر علی شاہ، مولانا مفتی فرید احمد نوراللہ مراقدہم کے شاگرد رشید تھے۔ علوم نبویہ کی تحصیل کے بعد لکی مروت میں جامعہ عثمانیہ کے نام سے دینی ادارہ قائم کیا۔ ۱۹۸۶ء میں اس کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ اس وقت جامعہ عثمانیہ لکی مروت خیبر پختونخواہ کے مرکزی جامعات میں سے ہے۔ ۱۹ اساتذۂ کرام کی تعلیم وتربیت میں ۲۵۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ارجمند ان کے جانشین بنائے گئے۔ ان کی نگرانی میں جامعہ ترقی کی منازل طے کر رہا ہے۔ ۱۵ر دسمبر ۲۰۲۴ء کو عصر کی نماز کے بعد راقم کا تقریباً آدھ گھنٹہ بیان ہوا، کئی ایک طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کے لئے نام لکھوائے، صاحبزادہ امین اللہ جان اور ماسٹر محمد عمر کی معیت حاصل رہی۔ موجودہ مہتمم اپنے ہی مدرسہ کے فاضل ہیں۔

جامعہ دارالہدیٰ، لکی سٹی:

جامعہ کے مہتمم اور بانی مولانا شفیع الرحمٰن مدظلہ ہیں۔ دارالہدیٰ کا آغاز ۲۰۰۷ء میں ہوا۔ اس وقت ۲۹ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ۷۰۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ جامعہ ساڑھے پانچ کنال اراضی پر قائم ہے۔ ظہر کی نماز کے بعد پون گھنٹہ بیان ہوا اور چناب نگر کورس کی دعوت دی۔ لکی سٹی کے مذکورہ بالا دونوں مدارس میں مولانا قدرت اللہ مہتمم جامعہ قاسمیہ دلوخیل کی معیت ورفاقت حاصل رہی۔ رات کا قیام بھی موصوف کے مدرسہ جامعہ قاسمیہ دلوخیل میں رہا۔

جامعہ قاسمیہ دلوخیل:

جامعہ کے بانی مولانا قدرت اللہ مدظلہ ہیں، آپ نے یہ مدرسہ ۱۵ر اگست ۱۹۸۶ء میں شروع کیا۔ ۱۳ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں درجنوں طلبا زیر تعلیم ہیں، یہاں مغرب کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ یہاں بھی پندرہ بیس طلبا نے نام لکھوائے۔

مدرسہ مدینۃ القرآن تترخیل:

مدرسہ کے بانی قاری عبدالرحیمؒ تھے۔ آپ نے یہ ادارہ ۱۹۹۵ء میں شروع کیا اور ۲۰۱۷ء تک اس کی آبیاری اور خدمت سرانجام دیتے رہے، ان کی وفات کے بعد قاری محمد عثمان مہتمم بنائے گئے۔ دس اساتذۂ کرام کی نگرانی میں دوسو طلبا زیر تعلیم ہیں۔ الحمدللہ! یہاں بھی کثیر تعداد میں طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

جامعہ صدیقیہ متورہ لکی مروت:

مدرسہ کا آغاز ۱۹۸۲ء میں ہوا۔ خواجہ خواجگان حضرت اقدس مولانا خان محمدؒ نے نام تجویز کیا۔ ادارہ کے بانی مولانا سید عبدالمتین شاہ مدظلہ ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ۱۸ اساتذۂ کرام کی تعلیم و تربیت میں ۵۳۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ دورۂ حدیث شریف میں ۴۳ طلبا احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ۱۶ر دسمبر ۲۰۲۴ء ۱۱ بجے صبح بیان ہوا، یہاں بھی بہت سارے طلبا نے چناب نگر کورس میں شرکت کا ارادہ کیا۔

جامعہ حلیمیہ درہ پیزو:

جامعہ کے بانی سید محمد محسن شاہؒ تھے، آپ نے ۱۹۷۳ء میں مدرسہ شروع کیا۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے سنگ بنیاد رکھا۔ بانی جامعہ مولانا محمد محسن شاہ ۲۰۱۲ء کو شہید کر دیئے گئے۔ ۳۲ اساتذۂ کرام کی نگرانی میں ۱۰۰۰ طلبا زیر تعلیم ہیں۔ دورۂ حدیث کے طلبا سے تقریباً ساڑھے بارہ بجے آدھ گھنٹہ بیان ہوا۔ مولانا سید عبدالغنی شاہ اہتمام و انصرام سنبھالے ہوئے ہیں۔ یہاں سے ہر سال طلبا چناب نگر کورس میں شریک ہوتے ہیں۔ دورۂ حدیث شریف کے پچیس طلبا نے شرکت کا ارادہ کیا۔

جامعہ معارفِ شرعیہ شور کوٹ، ڈیرہ اسماعیل خان:

اس جامعہ کے بانی قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ ہیں۔ دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ مولانا محمد قاسم ناظم تعلیمات ہیں۔ شیخ محمود الحسن ایڈووکیٹ کی معرفت عصر کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ ۱۵ طلبا نے چناب نگر کورس کے لئے نام لکھوائے۔ مولانا اور ان کے فرزندانِ گرامی میں سے کسی سے ملاقات نہ ہوسکی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا

سہ ماہی اجلاس

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۶؍دسمبر ۲۰۲۴ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں درج ذیل مبلغین نے شرکت کی:

مولانا محمد اسحاق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا محمد انس، مولانا وسیم اسلم، محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا محمد سلمان معاویہ ساہیوال، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ و قصور، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی لاہور، مولانا محمد عارف شامی گوجرانوالہ، مولانا فقیر اللہ سیالکوٹ، مولانا شرافت علی نارووال، مولانا محمد طیب اسلام آباد، مولانا محمد طارق راولپنڈی، مولانا محمد قاسم سیوطی منڈی بہاؤالدین، مولانا حمزہ لقمان ڈیرہ اسماعیل خان، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازی خان، مولانا محمد ساجد خوشاب، مولانا عنایت اللہ کوئٹہ، مولانا خالد میر آزاد کشمیر، مولانا محمد ابرار شریف حیدرآباد، مولانا مختار احمد میر پور خاص، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا محمد عثمان شاد بہاولنگر، مولانا محمد عثمان لدھیانوی شیخوپورہ، مولانا خالد عابد سرگودھا، مولانا عبدالرشید غازی فیصل آباد، مولانا توصیف احمد چناب نگر۔

مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا محمد راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا ارشاد احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا حنیف سیال بدین اپنی علالت کی وجہ سے، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا عبدالنعیم سفر عمرہ، مولانا عابد کمال برادر نسبتی کی، مولانا محمد نعیم بھکر چچا کی وفات، مولانا تجمل حسین نواب شاہ، مولانا ظفر اللہ سندھی اپنی کانفرنسوں کی مصروفیت کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے۔

اجلاس میں گزشتہ سہ ماہی میں انتقال فرمانے والے علماء کرام اور مندرجہ ذیل جماعتی رفقاء کی وفات پر ان کے ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی گئی۔ قاری محمد اسماعیل مخدوم پور پہوڑاں، قاری غلام سرور ہوا تونسہ شریف، قاری محمد جمیل عباس پور آزاد کشمیر، ڈاکٹر دین محمد فریدی بھکر، مولانا عبدالغفور واربرٹن، والد محترم مولانا مسعود الرحمن رشیدی پتوکی، مولانا شبیر احمد کرنالوی میر پور خاص، مولانا عبدالعزیز کلوٹ گھوٹکی، مولانا عبدالوحید ہزاروی اسلام آباد، مولانا عبدالمالک شاہ مچھ، مولانا عمر سعید کچا کھوہ خانیوال، شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد ساہیوال، قاری محمد یاسین علی پور، مولانا محمد طاہر بخشن چشتیاں، مولانا فیض نذیر چنیوٹ، ڈاکٹر محمد اکرم برادر عم زاد مولانا محمد قاسم رحمانی مبلغ بہاولنگر، حضرت اقدس مولانا سائیں عبدالمجیب بیر شریف کی والدہ محترمہ، مولانا محمد عارف شامی مبلغ گوجرانوالہ کی والدہ محترمہ، آغا محمد ایوب سکھر کی اہلیہ محترمہ، قاری منیر احمد فیصل آباد کی اہلیہ محترمہ، چچا عنایت اللہ پشاور کی اہلیہ محترمہ، مولانا سلمان معاویہ ساہیوال کی والدہ محترمہ، مولانا عابد کمال مبلغ پشاور کے برادر نسبتی، حکیم

جامع مسجد امیر حمزہ لودھراں کا سنگ بنیاد

جناب ماسٹر عبداللطیف کی دعوت پر مولانا محمد مرتضیٰ، مولانا سعید احمد شاہ، قاری محمد سعید، مولانا عبدالنعیم کی معیت میں جامع مسجد امیر حمزہ لودھراں کے سنگ بنیاد کی تقریب منعقد ہوئی۔ صدارت مجلس لودھراں کے امیر مولانا محمد مرتضیٰ نے کی۔ تلاوت مولانا احمد سعید شاہ کاظمی نے کی۔ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے مساجد کی تعمیر اور ان کا ثواب، ختم نبوت کے عقیدہ کی اہمیت بیان کی۔ تقریب ۱۸؍نومبر ۲۰۲۴ء نماز ظہر سے عصر تک منعقد ہوئی۔

(محمد اسلم صدیق، ختم نبوت میڈیا سیل لودھراں)

جمشید بہاولپور کی والدہ محترمہ، عزیز الرحمٰن رحمانی کی والدہ محترمہ، حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی ہمشیرہ محترمہ، مولانا محمد نعیم مبلغ خوشاب کے چچا، مولانا سید اظہار بخاری راولپنڈی، مولانا فیض اللہ میرپور خاص کی بیوہ۔

چناب نگر کورس:

انشاء اللہ العزیز ۸؍فروری تا ۲۵؍فروری ۲۰۲۵ء تک کورس جامعہ ختم نبوت میں منعقد ہوگا۔

اساتذۂ کرام:

شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا محمد راشد مدنی، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا غلام رسول دین پوری، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، محمد اسماعیل شجاع آبادی، محمد متین خالد، خالد مسعود ایڈووکیٹ، مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کراچی، مولانا مفتی محمد حسن لاہور، مولانا توصیف احمد چناب نگر۔

کورس میں قادیانی شبہات کے جوابات، ختم نبوت جلد دوم حیات عیسٰی علیہ السلام، مولانا محمد راشد مدنی، مولانا غلام رسول دین پوری، جلد اول: مولانا غلام رسول دین پوری، محمد اسماعیل شجاع آبادی، جلد سوم: مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا توصیف احمد، مولانا قاضی احسان احمد۔

قادیانیت کے علاوہ گوہر شاہی، جاوید احمد غامدی، انجینئر محمد علی مرزا اور دیگر لادین عناصر اور ملحدین کے خلاف علماء کرام، مشائخ عظام، اسکالرز حضرات لیکچر دیں گے اور نوٹس لکھوائیں گے۔

انتظامات کے لئے: پہلے دس دن مولانا محمد اسحاق ساقی، آخری سات دن، مولانا خالد عابد، مولانا شرافت علی، مولانا صغیر احمد خورونوش اور دیگر انتظامات کی نگرانی کریں گے۔

حضرت الامیر دامت برکاتہم کی طرف سے جامعات اور دینی مدارس کے مہتممین اور ناظمین کو خطوط جاری کئے گئے، مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ اپنے اپنے عصری تعلیمی اداروں کے ڈائریکٹرز سے مل کر ہائی اور سیکنڈری اسکول اور کالجز میں بیانات کی اجازت لیں، تاکہ عصری تعلیمی اداروں کے طلبا و طالبات کو عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت پر لیکچرز کا اہتمام کیا جائے۔

مبلغین کو ہدایت کی گئی کہ وہ بار ایسوسی ایشنز کے صدور، سیکریٹریز سے اجازت لے کر وکلاء میں بھی لیکچرز کا اہتمام کریں۔ نیز مبلغین نے اپنے اپنے حلقوں میں پروجیکٹرز کے ذریعہ کورسسز کے اہتمام کا وعدہ کیا۔

''حیات الانبیاء علیہم السلام'' میں ۱۲۲ کتب شامل ہیں اور سترہ جلدوں پر مشتمل ہوں گی۔ سترہ جلدوں کے پشتہ پر حیات الانبیاء علیہم السلام لکھا جائے گا۔

سترہ جلدوں کے سیٹ پر تقریباً سات ہزار روپے خرچ آرہے ہیں، مبلغین اور کاروباری اداروں کو ۵۰۰۷ میں دی جائے گی۔ مبلغین حضرات نے اپنے اپنے حلقوں کے لئے آرڈر بک کرائے، سالانہ ختم نبوت کیلنڈر مزید پانچ ہزار چھاپنے کا فیصلہ کیا گیا۔

☆☆ .... ☆☆

قادیانیوں کی عبادت گاہ کا مینار، محراب مسلمانانِ لودھراں کا منہ چڑا رہا ہے

لودھراں بار ایسوسی ایشن سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا خطاب

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لودھراں کے امیر مولانا محمد مرتضیٰ بھٹہ، جمعیت علماء اسلام لودھراں تحصیل کے امیر مولانا سعید احمد شاہ کاظمی کی مساعی جمیلہ سے ۱۸؍نومبر ۲۰۲۴ء ساڑھے گیارہ سے بارہ بجے تک تقریب منعقد ہوئی۔ صدارت صدر بار جناب سجاد جوئیہ ایڈووکیٹ نے کی، مہر بلال مسعود، عبدالشکور حیدری، خواجہ محمد فاروق ایڈووکیٹس نے خصوصی شرکت کی۔ علمائے کرام میں بہاولپور زون کے معاون مبلغ مولانا عبدالنعیم، لودھراں مجلس کے رفقاء قاری محمد سعید، ختم نبوت میڈیا سیل لودھراں جناب محمد اسلم صدیق بھی شامل تھے۔ تلاوت حافظ امیر معاویہ نے کی، نعت زاہد مرزا نے پیش کی۔ وکلاء سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم مبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت، مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت، قادیانی کلمہ، فتنۂ قادیانیت کے مقابلہ میں وکلاء کا کردار، ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون ۲۹۵ سی کے لئے جناب محمد اسماعیل قریشی ایڈووکیٹ کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ نیز لودھراں میں جہاں جہاں قادیانیوں کے جراثیم ہیں ان کی نشاندہی کی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کی عبادت گاہ کا مینار، محراب مسلمانانِ لودھراں کا منہ چڑا رہا ہے۔ وکلاء کو ۲۹۸ بی اور سی کے مطابق ان کے خلاف قانونی کارروائی کرنا چاہئے۔

(محمد اسلم صدیق، ختم نبوت میڈیا سیل لودھراں)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

32 واں سالانہ

ختمِ نبوّت

کورس

8 فروری 2025 تا 25 فروری 2025

بمقام

مدرسہ عربیہ ختمِ نبوّت

مُسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

زیرِ سرپرستی

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت ولیِ کامل حضرۃ مولانا حافظ محمّد ناصر الدّین خان خاکوانی نقشبندی مجددی حفظہ اللہ صاحب امیرِ مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختمِ نبوّت

- کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کیلئے کم ازکم درجہ رابعہ یا بی اے پاس ہونا ضروری ہے
- شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش خوراک، نقد وظیفہ، منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا جس کی قیمت تقریباً پانچ ہزار ہوگی
- کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی نیز پوزیشن حاصل کرنے والوں کو اضافی کتب دی جائیں گی
- داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں جس میں نام، ولدیت، مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھّی ہو۔
- موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے

خواہش مند طلباء اس نمبر پر درخواست وٹس ایپ کریں

+923014151159

منجانب شعبہ نشر و اشاعت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت

برائے رابطہ

مولانا عزیز الرحمن ثانی 0300-4304277

مولانا غلام رسول دین پوری 0300-6733670